مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ (الحدیث)

اہلِ سُنّت وجماعت کے اعتقادی مسائل

تلخیصِ

بہارِ شریعت

حصّہ اوّل

تالیف : صدر الشریعہ مولانا محمّد امجد علی اعظمی قدس سرہ العزیز

تلخیص: مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری (لاہور)

ناشر

محمد مسلم رضوی

رضوی کتب خانہ اردو بازار لاہور

نام کتاب : تلخیص بہار شریعت
مصنف : صدرالشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی قدس سرہٗ
ملخص : مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری
کتابت : ایم۔ایم خان
پروف ریڈنگ : مولانا محمد شرف الدین مدرس جامع گنج بخش
ناشر : محمد اسلم رضوی
مطبع :
اشاعت : بار اوّل
تعداد : ۱۰۰۰
قیمت حصہ اوّل :
قیمت کامل مجلد :
" غیر مجلد :

ناشر
محمد اسلم رضوی
رضوی کتب خانہ، اُردو بازار لاہور

صدرالشریعہ مولانا شاہ محمد امجد علی اعظمی قدس سرہٗ العزیز

خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

نام ونسب و تحصیل علوم

صدر شریعت، بدر طریقت مولانا شاہ محمد امجد علی اعظمی ابن مولانا حکیم جمال الدین ابن مولانا خدا بخش ابن مولانا خیرالدین (قدست اسرارہم) ۱۲۹۶ھ ۹-۱۸۷۸ء میں قصبہ گھوسی محلہ کریم الدین۔ ضلع اعظم گڈھ میں پیدا ہوئے[۱]۔ آپ کے والد ماجد اور جد امجد علم وفضل اور فن طب میں یکتائے روزگار تھے۔ ابتدائی کتب جد امجد سے پڑھیں بعد ازاں اپنے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ تعالیٰ (بانیِ دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور و تلمیذ مولانا ہدایت اللہ جونپوری) سے علوم وفنون کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، پھر انھیں کے مشورے سے استاذالکل مولانا ہدایت اللہ خاں رامپوری ثم جونپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (م یکم رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) تلمیذ خاتم الحکماء اسیرِ انڈمن مولانا شاہ محمد فضل حق خیر آبادی قدس سرہ سے اکتسابِ فیض کے لئے مدرسہ حنفیہ جونپور میں داخل ہوئے[۲]، رات کو خدمت گزاری کے لئے حاضر ہوتے تو اُستاذِ محترم تمام اسباق کا اعادہ کرا دیتے اور اگر کوئی فروگذاشت ہو جاتی تو اس کا ازالہ فرما دیتے یہی وجہ تھی کہ دورِ طالب علمی میں افہام وتفہیم کا ملکہ اتنا راسخ ہو گیا تھا کہ اگر قطبی پڑھتے تو شرح تہذیب دوسرے طلبا کو بآسانی پڑھاتے تھے[۳]

علوم وفنون کی تکمیل کے بعد حجۃ العصر، شیخ المحدثین مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ (م ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدرسۃ الحدیث (پیلی بھیت) میں درسِ حدیث لیا۔ اور ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں سند حاصل کی بعد ازاں ۱۳۲۳ھ میں حکیم عبدالولی جھوائی ٹولہ، لکھنؤ سے فنِ طب حاصل کیا ۲۴ھ سے ۲۷ھ تک حضرت محدث سورتی کے مدرسہ میں درس دیا۔ اس کے بعد ....

---

[۱] غلام مہر علی، مولانا: الیواقیت المہریہ، ص ۷۹

[۲] محمود احمد قادری مولانا شاہ: تذکرہ علمائے اہلسنت (مطبوعہ بھوانی پور، بہار ۱۳۹۱ھ) ص ۵۱، ۵۲

[۳] ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد (امام احمد رضا نمبر مارچ واپریل ۱۹۶۲ء) ص ۶۴

ایک سال تک پٹنہ میں مطب کرتے رہے۔[1]

بارگاہِ رضا میں حاضری

اس اثنا میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کو مدرسہ "منظرِ اسلام" بریلی میں مدرس کی ضرورت پیش آئی، حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد امجد علی اعظمی کا نام پیش کیا جسے اعلیٰ حضرت بریلوی نے بہت پسند فرمایا، چنانچہ آپ استاذِ محترم محدث سورتی کے حکم کے مطابق پٹنہ کا مطب چھوڑ کر بریلی شریف آ گئے۔ ابتداءً تدریس کا کام شروع کیا بعد ازاں مطبع اہل سنت کا انتظام بھی آپ کے سپرد کر دیا گیا، فتویٰ نویسی کا کام اس کے علاوہ تھا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی عشقِ رسالت اور اتباعِ شریعت سے معمور زندگی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں داخل ہوئے اور بہت جلد خلافت سے نوازے گئے، اگرچہ آپ نے اعلیٰ حضرت سے کوئی کتاب سبقاً نہیں پڑھی تھی لیکن فرماتے تھے "آج کچھ ہے سب آپ ہی کا فیض کرم ہے" قریباً اٹھارہ برس شیخ کامل کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے، مرشدِ شریعت و طریقت کی نگاہِ کیمیا اثر نے آپ کو جامع فضل و کمال بنا دیا۔[2]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ پر بے حد شفقت فرماتے تھے اور فتاویٰ کے سلسلے میں آپ پر حد درجہ اعتماد فرماتے تھے۔ ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا:

> آپ کے یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پائیے گا، اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتا سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں۔ طبیعت اخاذ ہے، طرز سے واقفیت ہو چلی ہے[3]

تلامذہ اور خلفا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میرا امجد، مجد کا پکا
اس سے بہت کچھ بھاتے یہ ہیں[4]

---

[1] محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہلِ سنت، ص ۵۲

[2] ہفت روزہ (اب ماہنامہ) رضائے مصطفٰے گوجرانوالہ، شمارہ ۲، ذیقعدہ (۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء) ص ۳

[3] محمد مصطفٰے رضا، مفتی اعظم ہند: ملفوظات، حصہ اوّل (مطبوعہ کراچی) ص ۹۳

[4] احمد رضا بریلوی، اعلیٰ حضرت مولانا۔ الاستمداد (مطبوعہ لاہور) صفحہ ۷۹

بریلی شریف میں دینی مشاغل کی کثرت

حضرت صدر الشریعہ نے بریلی شریف کے قیام کے دوران شب و روز دینی خدمت کے لئے وقف کر دیئے۔ صبح سویرے تدریس، دوپہر کو پریس کی نگرانی، پروف ریڈنگ، پریس مینوں کو ہدایات اور پارسلوں کی ترسیل، دوپہر کے بعد عصر تک پھر تدریس، عصر کے بعد اعلیٰ حضرت بریلوی کے پاس آئے ہوئے سوالات کے جواب لکھتے۔ مغرب کے بعد کھانا تناول فرماکر مطالعہ فرماتے عشا کے بعد بارہ ایک بجے تک پریس وغیرہ کا کام کرتے۔ ان دنوں بدمذہبوں کے رد میں روزانہ نئے رسائل اور اشتہار شائع ہو رہے تھے، فیضِ رضا نے احباب اور معاونین میں وہ سپرٹ پیدا کر دی تھی کہ انھیں کثرتِ کار کا بالکل بوجھ محسوس نہیں ہوتا تھا۔ معاصرین اور خاص طور مولانا امجد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ (مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفٰے رضا خاں مدظلہ العالی کے ماموں، جنہیں بریلی کے اکثر لوگ ماموں جان ہی کہتے تھے) کا بیان ہے کہ

> مولانا امجد علی صاحب تو کام کی مشین ہیں[1]

یہ سلسلہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے وصال کے بعد ۱۹۲۴ء تک جاری رہا جب آپ کو بحیثیت صدر مدرس دار العلوم معینیہ عثمانیہ، اجمیر شریف جانا پڑا۔

ناقابلِ فراموش کارنامہ

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کا ترجمۂ قرآن مجید مسمّٰی بہ اسم تاریخی "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء) افادیت، اہمیت اور دیگر تراجم پر فوقیت کے اعتبار سے محتاجِ بیان نہیں، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی قدس سرہ کی مساعی جمیلہ سے معرضِ ظہور میں آیا۔ امام احمد رضا بریلوی کو خود قرآن پاک کے ترجمہ کی ضرورت کا احساس تھا لیکن تصنیف و تالیف اور دیگر علمی مصروفیات کے بے پناہ ہجوم کی وجہ سے اس کام میں تاخیر ہوتی رہی، آخر ایک دن صدر الشریعہ، قلم دوات اور کاغذ لے کر حاضر ہو گئے اور ترجمہ شروع کرنے کی درخواست کی، اعلیٰ حضرت نے اسی وقت ترجمہ شروع کر دیا۔ پہلے پہل ایک آیت کا ترجمہ ہوتا، پھر یہ محسوس کر کے کہ اس طرح تکمیل میں بہت

---

[1] ماہنامہ پاسبان (امام احمد رضا نمبر)، ص ۶۵

دیر لگ جائے گی ایک ایک رکوع کا ترجمہ ہونے لگا، اس کے ساتھ ساتھ حضرت صدر الشریعہ اور دیگر علماء مستند تفاسیر کے ساتھ ترجمہ کی مطابقت تلاش کرتے، انھیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی کہ اعلیٰ حضرت جو ترجمہ تیاری اور مطالعہ کے بغیر لکھاتے ہیں اکثر تفاسیر کے مطابق ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت صدر الشریعہ بعض اوقات رات کے دو دو بجے تک مصروف رہتے [1]

تدریس

حضرت صدر الشریعہ نے ابتدائے جوانی سے تدریس کا کام شروع کیا اور آخر عمر تک جاری رکھا۔ اور حق یہ ہے کہ انھوں نے تدریس کا حق ادا کیا۔ اور نابغۂ روزگار علماء و فضلاء کی ایک عظیم جماعت تیار کی جن کا علمی فیض آج بھی پاک و ہند کے گوشے گوشے میں جاری و ساری ہے بلکہ دیگر ممالک تک پہنچ چکا ہے اس دعوے کی صداقت معلوم کرنے کے لئے آپ کے تلامذہ کی فہرست پر ایک نگاہ ڈال لینا کافی ہوگا، دیگر مدرسین سے پہلے صبح سویرے اسباق شروع کراتے اور بارہ بجے تک پڑھاتے۔ ظہر سے عصر تک پھر یہی سلسلہ جاری رہتا، اجمیر شریف کے قیام کے دنوں حسب اطباء کے مشورے کی بنا پر عصر کے بعد دولت باغ میں تفریح کے لئے تشریف لے جاتے تو محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قدس سرہ کوئی کتاب لئے ساتھ رہتے اور دورانِ تفریح سبق جاری رہتا۔ [2]

آپ نے طویل عرصہ تک مدرسہ "منظر اسلام" بریلی شریف میں تدریس کے فرائض انجام دیئے ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صدر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ دار العلوم معینیہ عثمانیہ (اجمیر شریف) کی صدارت کے لئے میر نثار احمد مرحوم متولی و مہتمم کا دعوت نامہ لے کر پہنچے لیکن آپ نے یہ کہہ کر معذرت کر دی کہ میں شیخ کا آستانہ اور مدرسہ چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ انھوں نے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی طرف رجوع کیا۔ ان کی طرف سے اجازت ملنے پر آپ اجمیر شریف چلے گئے اور پوری جانفشانی اور محنت سے کام کیا۔ یہیں آپ نے وہ یگانۂ روزگار افاضل تیار کئے جن میں سے ہر ایک آسمان علم و فضل

[1] رضائے مصطفیٰ (صدر الشریعہ نمبر، شمارہ ۲ ذیلقعدہ ۱۳۷۹ھ) ص ۳

[2] ایضاً: ص ۲

پر نیّر تاباں بن کر چمکا، ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں میر نثار احمد مرحوم متولی سے بعض امور میں اختلاف کی وجہ سے علماء کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ بریلی شریف چلے گئے [1] اور تین سال تک 'منظر اسلام' بریلی میں درس دیا [2] بعد ازاں نواب حاجی غلام محمد خاں شروانی رئیس ریاست دادوں (علی گڑھ) متوفی ۱۴ ربیع الاول (۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کی دعوت پر بہ حیثیت صدر مدرس دار العلوم حافظیہ سعیدیہ (قائم کردہ نواب ابو بکر رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء) میں تشریف لے گئے اور سات سال تک بکمال حسن و خوبی تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ مولانا حبیب الرحمٰن شروانی نے ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں مدرسہ کے سالانہ جلسۂ امتحان کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے آپ کے فضل و کمال کا اعتراف ان الفاظ میں کیا۔

> مولانا امجد علی پورے ملک میں ان چار پانچ مدرسین میں سے ایک ہیں جنہیں میں منتخب جانتا ہوں۔ [3]

جس زمانے میں آپ دار العلوم حافظیہ سعیدیہ میں صدر مدرس تھے، مولانا عبد الشاہد خاں شروانی بھی اسی مدرسہ میں مدرس تھے، انھوں نے اپنے تاثرات کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

> مولانا محمد امجد علی اعظمی سات سال سے صدر مدرس تھے۔ بریلی اجمیر اور دوسرے مدرسوں کے صدر مدرس رہ چکے تھے، کہنہ مشقی کی بنا پر درسیات میں پوری مہارت رکھتے ہیں۔ مولانا ہدایت اللہ خاں جونپوری مرحوم تلمیذ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کے شاگرد، اور مولانا سید سلیمان اشرف بہاری مرحوم سابق صدر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ہم درس اور استاد برادر ہیں۔ [4]

[1] محمود احمد قادری مولانا: تذکرہ علمائے اہلسنت، ص ۵۲

[2] غلام مہر علی مولانا: الیواقیت المہریہ، ص ۸۰

[3] محمود احمد قادری مولانا: تذکرہ علمائے اہلسنت، ص ۵۳

[4] محمد عبد الشاہد خانی شروانی: باغیٔ ہندوستان (مطبوعہ بجنور، ۱۹۴۷ء) ص ۳۳۷

سے مسلمانوں کا تحفظ، اسلام کے نام پر قائم ہونے والی سیاسی جماعتوں کے مفاسد کی اصلاح، اہلِ سنت وجماعت میں روابط اتحاد کو مستحکم کرنا، دشمنانِ اسلام کے حملوں کا دفاع، مسلمانوں کو دینی امور میں علماء کی طرف رجوع کی رغبت دلانا۔ اور اقتصادیات تجارت اور اولاد کی تعلیم و تربیت وغیرہ امور میں مسلمانوں کی راہنمائی وغیرہ امور تھے اس جماعت میں حضرت صدرالشریعہ نمایاں طور پر شریک ہوئے [1]

یہی جماعت بعد میں "آل انڈیا سنی کانفرنس" کے نام سے متعارف ہوئی۔ سنی کانفرنس کے اپریل ۱۹۴۶ء میں بنارس میں منعقد ہونے والے بے مثل اجلاس (جس میں صرف علماء ومشائخ کی تعداد پانچ ہزار تھی) کو بنیادِ پاکستان کی خشتِ اول کی حیثیت حاصل ہے، اس اجلاس میں اسلامی حکومت کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے جلیل القدر علماء کی ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس کے ممتاز اراکین میں حضرت صدرالشریعہ کا نام بھی تھا۔ [2]

تصنیف و تالیف

صدرالشریعہ کو اللہ تعالیٰ نے جملہ علوم وفنون میں مہارتِ تامہ عطا فرمائی تھی لیکن انہیں تفسیر، حدیث اور فقہ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ فقہی جزئیات نوکِ زبان رہتی تھیں۔ اسی بناء پر دورِ حاضر کے مجدد امام احمد رضا بریلوی نے آپ کو صدرالشریعہ کا لقب عطا فرمایا تھا۔ [3] آپ کی تصانیف کی تعداد اگرچہ زیادہ نہیں۔ لیکن یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ آپ کی یادگار تصانیف درجنوں کتابوں پر فائق ہیں۔

دادوں (ضلع علی گڑھ) میں قیام کے دوران آپ نے امام ابوجعفر طحاوی حنفی قدس سرہ (م ۳۲۱ھ ۹۳۳ء) کی حدیث کی مشہور کتاب شرح معانی الآثار پر حاشیہ لکھنا شروع کیا اور سات ماہ کی مختصر مدت میں پہلی جلد کے نصف پر مبسوط حاشیہ تحریر فرمادیا، صدرالشریعہ نے اس کی تفصیل خود ان الفاظ میں فرمائی ہے:

[1] ابوالبرکات سید احمد، مفتیٔ اعظم پاکستان: قلمی یادداشت

[2] غلام معین الدین نعیمی، مولانا: حیات صدر الافاضل (طبع ثانی)، ص ۱۹۰

[3] محمود احمد قادری مولانا: تذکرہ علمائے اہلِ سنت، ص ۵۲

محرم (۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) میں فقیر نے چند طلبہ ———— کے اصرار پر شرح معانی الآثار معروف بہ طحاوی شریف کا تحشیہ شروع کیا تھا کہ یہ کتاب نہایت معرکۃ الآرا، حدیث وفقہ کی جامع حواشی سے خالی تھی —— اس تحشیہ کا کام سنہ مذکورہ میں تقریباً سات ماہ تک کیا گیا مگر مولوی عطاء المصطفیٰ کی علالت شدیدہ پھر ان کے انتقال نے اس کام کا سلسلہ بند کرنے پر مجبور کیا، جلد اول کا نصف بفضلہ تعالیٰ محشّٰی ہوچکا ہے جس کے صفحات کی تعداد باریک قلم سے ۴۵۰ ہے اور ہر صفحہ ۳۵ یا ۳۶ سطر پر مشتمل ہے [1]

اس سے آپ کی زود نویسی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ روزانہ ۲۵ سطر کے تقریباً اڑھائی صفحات لکھتے تھے جبکہ اصولِ کتب کی طرف رجوع کرنا پڑتا اور ضمناً تحقیقات بدیعہ آجاتی تھیں، افسوس کہ یہ حاشیہ محفوظ نہ رہ سکا۔

آپ کی دوسری تصنیف فتاویٰ امجدیہ ہے جس میں متحدہ ہندوپاک کے اطراف اکناف سے آنے والے سوالات کے جوابات ہیں اگر یہ فتاویٰ شائع ہوجاتا تو کتب دینیہ میں گرانقدر اضافہ ہوتا۔ ایک زمانہ میں حیوانات کی تصاویر پر مشتمل قاعدے جاری ہوئے تو آپ نے دینی مدارس کے طلبہ کے لئے اسلامی قاعدہ مرتب فرمایا جس میں تصویریں تھیں لیکن بے جان اشیاء کی، اس کی ترتیب ایسی آسان رکھی کہ طالب میں اردو پڑھنے کی لیاقت بہت جلد پیدا ہوجاتی، آپ کی تحریر کی یہ خوبی ہے کہ مشک سے مشکل مسئلے کو نہایت آسان لفظوں میں بیان فرمادیتے ہیں، آپ کے خطوط میں نمایاں خصوصیت تھی کہ صرف ضروری امور پر مشتمل ہوتا۔ تاریخ اور مقام روانگی کا خاص پر اہتمام فرماتے اور اگر کوئی شخص خط کا جواب نہ دیتا تو بہت ناراضگی کا اظہار کرتے ا فرماتے:

اگر تم کسی سے بات کرو اور وہ تمہیں جواب نہ دے تو یہ بات تم کو

[1] محمد امجد علی اعظمی، صدرالشریعہ: بہارِ شریعت حصہ ۱۷، ص ۱۰۲

کتنی ناگوار ہوگی۔ اسی طرح سے اگر کسی کے خط کا جواب نہ دیا جائے تو اس کا بھی یہی اثر ہوتا ہے۔[1]

اس سے ہمارے ان احباب کو سبق لینا چاہئے جو خطوط کے جواب کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے۔

بہارِ شریعت صدر الشریعہ کی شہرۂ آفاق تصنیف بہارِ شریعت ہے، یہ کتاب حنفی فقہ کا دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) ہے۔ اس کے سترہ حصے طبع ہوکر قبولیتِ عامہ کی سند حاصل کر چکے ہیں، اس کتاب نے نہ صرف عوام بلکہ علماء کے لئے بھی سہولت پیدا کردی ہے، مولانا مفتی صاحبداد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے فتادیٰ میں دیگر مآخذ کے ساتھ بہارِ شریعت کا حوالہ بھی دیا کرتے تھے اس سے ایک تو ماخذ کی نشاندہی ہوجاتی دوسرا اس کے مستند ہونے کا اظہار بھی ہوجاتا، اس کی ابتدا غالباً ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء میں ہوئی۔ اور ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء میں تکمیل ہوئی۔[2] باوجودیکہ صدر الشریعہ کا اشہب قلم سریع السیر تھا لیکن کثرتِ کار کی وجہ سے اتنی تاخیر ہوئی چنانچہ فرماتے ہیں

> اس کتاب کی تصنیف میں عموماً یہی ہوا کہ ماہ رمضان المبارک کی تعطیل میں جو کچھ دوسرے کاموں سے وقت بچتا اُس میں کچھ لکھ لیا جاتا۔[3]

حضرت صدر الشریعہ چاہتے تھے کہ اس کتاب کے مزید تین حصے لکھ کر اسے مکمل کردیتے اس عزم کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

> "ابھی اس کا آخری تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جو زیادہ سے زیادہ تین حصوں پر مشتمل ہوتا۔ اگر توفیق الٰہی سعادت کرتی اور یہ بقیہ مضامین بھی تحریر میں آجاتے تو فقہ کے جمیع ابواب پر یہ کتاب مشتمل ہوتی اور کتاب مکمل ہوجاتی۔"[4]

---

[1] ماہنامہ پاسبان الہ آباد (امام احمد رضا نمبر) ص ۷۰

[2] " " ص ۶۹، ۷۱

[3] محمد امجد علی اعظمی، صدر الشریعہ: بہارِ شریعت جلد ۱۷، ص ۱۰۰

[4] ایضاً ص: ۲-۱۰۱

لیکن ہجومِ حوادث تکمیل کی راہ میں حائل ہوا، اور آپ کی یہ مبارک آرزو پوری نہ ہوسکی۔ ذرا آپ بھی درد والم کی داستان سُنئے جس کا تصور ہی دلِ حساس کو لرزا دیتا ہے۔ فرماتے ہیں:

> ۷ر شعبان (۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء) کو میری ایک جوان لڑکی کا انتقال ہوا اور ۲۵ر ربیع الاوّل (۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء) کو میرا منجھلا لڑکا مولوی محمد یحییٰ مرحوم کا انتقال ہوا، شبِ دہم رمضان المبارک (۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء) کو بڑے لڑکے مولوی حکیم شمس الہدیٰ مرحوم نے رحلت کی، ۲۰ر رمضان المبارک (۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) کو میرا چوتھا لڑکا عطاء المصطفےٰ مرحوم کا دادوں (ضلع علی گڑھ) میں انتقال ہوا اور اسی دوران میں مولوی شمس الہدیٰ مرحوم کی تین جوان لڑکیوں کا اور اُن کی اہلیہ کا اور مولوی محمد یحییٰ مرحوم کے ایک لڑکے کا۔ اور مولوی عطاء المصطفےٰ مرحوم کی اہلیہ اور بچی کا انتقال ہوا۔[1]

چار سال میں گیارہ عزیزوں کی جدائی نے دل و دماغ پر اس قدر گہرا اثر ڈالا کہ بینائی زائل ہوگئی اور نہ صرف بہارِ شریعت کی تالیف کا کام رک گیا بلکہ بہارِ شریعت کے انداز پہ مسائل تصوف پر مشتمل کتاب (جو ابھی زیرِ تجویز تھی) کا آغاز بھی نہ ہوسکا۔ حضرت صدر الشریعہ فرماتے ہیں:

> اپنا ارادہ تو یہ تھا کہ اس کتاب (بہارِ شریعت) کی تکمیل کے بعد اسی نہج پر ایک دوسری اور کتاب بھی لکھی جائے گی جو تصوف اور سلوک کے مسائل پر مشتمل ہوگی جس کا اظہار اس سے پیشتر نہیں کیا گیا تھا، ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے۔[2]

بہارِ شریعت کا دوسرا حصہ پہلے لکھا گیا تھا۔ بعد ازاں عقائد ضروریہ پر مشتمل پہلا حصہ لکھا گیا، اس کے ابتدائی چھ حصے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی نے حرف بحرف سُنے، جابجا اصلاح

---

[1] محمد امجد علی اعظمی، صدر الشریعہ: بہارِ شریعت جلد ۱۷، ص ۱۰۱

[2] ایضاً: ص ۱۰۱

فرمائی اور ان حصوں کو تقریظ سے مزیّن فرمایا؛ تقریظ کے درجِ ذیل الفاظ لائق مطالعہ ہیں؛

فقیر غفرلہ المولیٰ القدیر نے مسائلِ طہارت میں یہ مبارک رسالہ "بہار شریعت"
تصنیفِ لطیف اخی فی اللہ، ذی المجد والجاہ، والطبع السلیم والفکر القویم
والفضل والعلیٰ، مولانا ابو العلیٰ مولوی حکیم محمد امجد علی قادری، برکاتی، اعظمی[1]
بالمذہب والمشرب والسکنیٰ رزقہ اللہ تعالیٰ فی الدارین الحسنیٰ مطالعہ کیا۔
الحمدللہ! مسائلِ صحیحہ رجیحہ، محققہ منقحہ پر مشتمل پایا، آج کل ایسی کتاب
کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی و
اغلاط کے مصنوع و ملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں[2]۔

کتب فقہ میں بہار شریعت کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ہر باب کی ابتدا میں پہلے آیاتِ مبارکہ سے مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد آیاتِ کریمہ سے ان مسائل کی تفصیل بیان کی گئی ہے بعد ازاں فقہ حنفی کی معتبر کتابوں سے مسائل جزئیہ باحوالہ نقل کئے گئے ہیں، اسی لئے حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز الرضوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حنفی فقہ میں بہار شریعت کے سترہ حصص اردو میں تصنیف فرما کر
ملتِ مسلمہ پر وہ احسان فرمایا ہے جس کا جواب نہیں[3]

بہار شریعت ضخیم ہونے کے ساتھ گراں قیمت بھی ہے اس لئے مولانا محمد اول شاہ مدظلہٗ ناظم رضوی کتب خانہ لاہور نے راقم کو اس کی تلخیص کا مشورہ دیا۔ تلخیص میں یہ کوشش کی گئی کہ روزمرّہ پیش آنے والے ضروری مسائل باقی رکھے جائیں اور عربی عبارات

---

[1] اعظمی کی تفسیر یہ ہے کہ صدر الشریعہ، امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب اور حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشرب پر تھے اور نسبت سکونت اعظم گڈھ کی طرف رکھتے تھے۔ اعظم گڈھ کی نسبت سے اپنے آپ کو اعظمی کہنے کے موجد صدر الشریعہ تھے ورنہ آپ سے پہلے لوگ "اعظم گڈھی" لکھا کرتے تھے۔ (ماہنامہ پاسبان، امام احمد رضا نمبر، ص ۷۱)

[2] بہار شریعت۔ جلد دوم / ص ۱۱۶

[3] مقالاتِ یوم رضا؛ حصہ سوم، مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور (۱۹۷۱ء) ص ۱۹

کا ترجمہ بھی کر دیا جائے۔ بعض مقامات میں مشکل الفاظ کو آسان لفظوں میں بدل دیا گیا ہے
مولائے کریم اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ فائدہ مند بنائے۔

تلامذہ

حضرت صدر الشریعہ کے حلقۂ درس میں ہندوستانی، پاکستانی، بنگالی، بلخی، بخاری، سمرقندی، افغانی، ترکی، افریقی اور ایرانی طلبا شریک ہوئے اور کامیاب و کامران ہو کر لوٹے، ایک بخاری صاحب قسطنطنیہ سے شرح مطالع خرید کر لائے لیکن انھیں یہ کتاب پڑھانے والا کوئی مدرّس نہ ملا پھر طرفہ یہ کہ وہ اردو بھی نہیں سمجھتے تھے، حضرت صدر الشریعہ انھیں اوقاتِ درس کے بعد منطق کی اس منتہی کتاب کا درس فارسی میں دیا کرتے تھے[1]

آپ کے تلامذہ کا دائرہ بہت وسیع ہے چند مشاہیر کے نام یہ ہیں:

محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد لائل پوری، مناظرِ اعظم مولانا حشمت علی خاں لکھنوی، مولانا محمد الیاس سیالکوٹی، مولانا محراب دین پشاوری ثم ٹکی، مولانا محمد یحییٰ (فرزند ارجمند) مولانا عطاء المصطفیٰ (فرزند)، مولانا غلام محی الدین بلیاوی، مولانا حکیم شمس الہدیٰ (فرزند اکبر)، مولانا قاری عبد الجلیل الہ آبادی، مولانا اعجاز ولی خاں، مولانا غلام یزدانی سابق صدر مدرس جامعہ رضویہ مظہر اسلام (بریلی) (رحمہم اللہ تعالیٰ)، مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی (مؤلف البشیر الکامل شرح شرح مائۃ عامل و البشیر القاری شرح بخاری)، مولانا عبد العزیز صدر مدرس مدرسہ اشرفیہ مبارکپور، مجاہدِ اعظم مولانا حبیب الرحمن صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت، مولانا رفافت حسین بہاری مفتیِ اعظم کانپور، مولانا شمس الدین جونپوری، مولانا وقار الدین دار العلوم امجدیہ کراچی، مولانا محمد محسن اور ان کے برادر مولانا ولی النبی، بیکی، تورڈیر شریف (مردان)، مولانا تقدس علی خاں شیخ الجامعہ جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ (سندھ) مولانا قاضی شمس الدین، مولانا سلیمان بھاگلپوری، مولانا مختار الحق خطیب اعظم دار السلام (ٹوبہ، ضلع لائل پور) مولانا حامد فقیہ، مولانا عبد العزیز ڈیرہ اسمٰعیلی، مولانا عبد الحلیم بخاری، مولانا سید ظہیر احمد علی گڈھی، مولانا محمد مبین امروہوی، مولانا فیض الحسن بھپوندوی، مولانا محمد سلیمان سلہٹی، مولانا محمد علی احمری

---

[1] ماہنامہ پاسبان - (امام احمد رضا نمبر) ص ۷۲ - ۷۴

مولانا قاری محبوب رضا خاں وغیرہم [1]

غرض یہ کہ پاک و ہند کے اکثر مدارس میں آپ کے بلا واسطہ اور بالواسطہ تلامذہ کا فیض جاری ہے۔ آپ نے نصف صدی کے قریب سلسلۂ درس جاری رکھا، ظاہر ہے کہ آپ کے تمام تلامذہ کا احاطہ نہایت دشوار ہوگا۔

اولاد امجاد

اللہ تعالیٰ نے صدر الشریعہ کو سعادتمند اولاد سے نوازا تھا۔ آپ نے لڑکیوں سمیت اپنی تمام اولاد کو علوم دینیہ سے بہرہ ور فرمایا۔ تین صاحبزادے (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے) آپ کی حیات میں ہی داغِ مفارقت دے گئے تھے، اس وقت آپ کے چار صاحبِ علم و فضل صاحبزادے موجود ہیں جن کے نام یہ ہیں مولانا علامہ عبد المصطفےٰ ازہری، شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ کراچی، مولانا حافظ رضاء المصطفےٰ خطیب جامع مسجد میمن کراچی، مولانا ثناء المصطفےٰ اور مولانا ضیاء المصطفےٰ [2]۔ اول الذکر علامہ ازہری مدظلہ العالی جمعیۃ علمائے پاکستان کے ممتاز راہنما اور قومی اسمبلی کے ممبر ہیں۔ حق و صداقت کی آواز پوری بے باکی سے بلند کر رہے ہیں اور نظامِ مصطفےٰ کے نفاذ اور مقامِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لئے سرگرمِ عمل ہیں۔

سفرِ مدینہ اور سفرِ آخرت

صدر الشریعہ، بریلی شریف کے قیام کے دوران ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء میں پہلی مرتبہ حج و زیارت کی سعادت سے مشرف ہوئے [3] واپسی پر حرمین شریفین کی حاضری کا اشتیاق ہر وقت بے چین کئے رکھتا آخر ۲۰ رشوال المکرم ۲۶ راگست (۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) کو وہ دن آگیا جس سے دوسرے دن اس مبارک سفر پر روانگی تھی، اس وقت شوقِ زیارت میں بے پناہ اضافہ ہوگیا، رخصت کے وقت عقیدتمندوں کا جمِ غفیر الوداع کہنے کے لئے اسٹیشن پر پہنچا۔ آپ نے الوداعی خطاب فرمایا تو ہر شخص کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہوگیا۔ آخر میں آپ نے فرمایا: حقوق العباد میں مجھ سے کوئی فروگذاشت ہوگئی ہو تو آپ لوگ مجھے معاف

۱ ماہنامہ پاسبان (امام احمد رضا نمبر) ص ۷۲، ۷۴، ۲ رضائے مصطفےٰ: (صدر الشریعہ نمبر) شمارہ ۲، ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ، ص ۸ ۔ ۳ غلام مہر علی مولانا: الیواقیت المہریہ، ص ۸۰

کریں، فقیر کے حقوق جن پر ہوں میں نے سب کو معاف کئے۔ گاڑی میں سوار ہوئے تو راستے میں شدید بخار ہوگیا شدتِ بخار میں یہ شعر زبان پر رہا [1]

مَرِضْتُ شَوْقاً وَ مُتُّ هَجْراً
فَكَيْفَ اَشْكُوْا اِلَيْكَ شَكْوىٰ

بعض خدام نے عرض کیا، حضور ایسی حالت میں سفر ملتوی فرمادیں، فرمایا:

اگر حج و زیارت میری قسمت میں ہوا تو روانگی کی تاریخ تک اچھا ہو جاؤں گا اور اگر عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے تو اس سے بڑھ کر کون سی فیروز مند موت ہو سکتی ہے کہ راہِ حبیب میں اپنی جان دے دوں [2]

۳ ستمبر بروز جمعہ بمبئی پہنچے ڈاکٹر نے بتایا نمونیہ کا عارضہ ہوگیا ہے۔ ۲ ذیقعدہ ۶ ستمبر بروز دوشنبہ (۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) رات کے گیارہ بجے سکرات کا عالم طاری تھا اسی عالم میں دونوں ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی مگر ایک ہاتھ نہ اٹھ سکا اسی طرح نماز کی نیت باندھی اور کچھ پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک ہچکی آئی اور قاصدِ مدینہ طیبہ کی روح پرواز کر گئی۔ ادھر اسی وقت حجاز کا جہاز کھلا مگر

مدینہ کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں
قدم رکھنے کی نوبت بھی نہ آئی تھی سفینے میں [2]

مادۂ تاریخ وسال درجِ ذیل آیتِ قرآنی ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ [3]

۱۳ ھ ۶۷

شاعرِ مشرق شفیق جونپوری نے یہ قطعہ پیش کیا:

۱ رضائے مصطفےٰ (صدر الشریعہ نمبر)، ص ۸
۲ ایضاً ص ۸
۳ پاسبان: (امام احمد رضا نمبر) ص ۷۴

سلامی جا بجا ارض و سما دیں
مہ و خورشید پیشانی جھکا دیں
ترے خدام اے صدر الشریعت
جدھر جائیں فرشتے پر جھکا دیں[1]

مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی نے طویل نذرانۂ عقیدت پیش کیا اس کے صرف دو بند ملاحظہ ہوں:

آہ! اے صدر شریعت، صدر بزم اہل دیں   آہ! اے بدر طریقت مرد میدان یقیں
آہ! اے غمخوار ملت، عالم شرع مبیں   آہ! اے احمد رضا خلد آشیاں کے جانشیں
سرزمین ہند رحلت سے تری مہجور ہے
اب جہان زندگی بے کیف ہے بے نور ہے

السلام اے صدر ملت ہادی حق پیشوا   السلام اے ناخدائے کشتی دین ہدیٰ
السلام اے نور چشم حضرت احمد رضا   السلام اے فخر دیں پروردۂ غوث الوریٰ
السلام اے اعظمی کے دین و دنیا کے ولی
السلام اے حضرت علامۂ امجد علی[2]

محمد عبد الحکیم شرف قادری
۷ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ
یکم اپریل ۷۴ء 1974
مکتبہ نظامیہ رضویہ لاہور

---

۱ پاسبان: (امام احمد رضا نمبر) ص ۷۴
۲ رضائے مصطفیٰ: (صدر الشریعہ نمبر) ص ۱

لفظ جس میں کم تعظیمی کی بو بھی ہو کبھی زبان پر نہ لائے اگر حضور کو پکارے تو نام پاک کے ساتھ ندا نہ کرے کہ یہ جائز نہیں بلکہ یوں کہے یا نبی اللہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ اور محبت کی یہ نشانی بھی ہے کہ حضور کے اقوال و افعال و احوال لوگوں سے دریافت کرے اور ان کی پیروی کرے **عقیدہ:** حضور کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو بہ نظر حقارت دیکھے کافر ہے۔

عقیدہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں تمام جہان حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں تمام عالم ان کی ملک ہیں جنت ان کی جاگیر ہے ملکوت السموٰت والارض حضور کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دیدی گئیں رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں دنیا و آخرت حضور کی عطا کا ایک حصہ ہے احکام تشریعیہ حضور کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرما دیں۔ **عقیدہ:** سب سے پہلے مرتبۂ نبوت حضور کو ملا روز میثاق تمام انبیاء سے حضور پر ایمان لانے اور حضور کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اسی شرط پر یہ منصب اعظم ان کو دیا گیا حضور نبی الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء حضور کے امتی سب نے اپنے اپنے عہد کریم میں حضور کی نیابت میں کام کیا اللہ عزوجل نے حضور کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا بایں معنی ہر جگہ حضور تشریف فرما ہیں[1]

کالشمس فی وسط السماء و نورها
یغشی البلاد مشارقاً و مغارباً

مسئلہ ضروریہ

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوت قرآن و روایت حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے اوروں کو ان سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال۔ مولا عزوجل ان کا مالک ہے جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے وہ اس کے پیارے بندے ہیں اپنے رب کے

---

۱ جیسے کہ سورج آسمان میں ہے اور اس کی روشنی مشرق و مغرب تک پہنچتی ہے۔

لئے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود ان کا اطلاق کرے گا تو مردودِ بارگاہ ہوگا پھر ان کے لئے یہ افعال جن کو لغزش سے تعبیر کیا جائے ہزارہا حکم و مصالح پر مبنی ہیں ایک لغزشِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھئے اگر وہ نہ ہوتی جنت سے نہ اُترتے دنیا آباد نہ ہوتی نہ کتابیں اُترتیں نہ رسول آتے نہ جہاد ہوتے لاکھوں کروڑوں ثوابوں کے دروازے بند رہتے بالجملہ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لغزش من و تو کس شمار ہیں میں صدیقین کی حسنات سے افضل و اعلیٰ ہے۔

ملائکہ کا بیان

فرشتے اجسامِ نوری ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں **عقیدہ**: وہ وہی کرتے ہیں جو حکمِ الٰہی ہو خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے نہ قصداً نہ سہواً نہ خطاءً وہ اللہ کے معصوم بندے ہیں ہر قسم کے صغائر و کبائر سے پاک ہیں **عقیدہ**: اُن کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں بعض کے ذمہ حضرات انبیاء کرام کی خدمت میں وحی لانا، کسی کے متعلق پانی برسانا کسی کے متعلق بابِ انسان کے اندر تصرف کرنا کسی کے متعلق ذکر کرنے والوں کا مجمع تلاش کر کے اس میں حاضر ہوں کسی کے متعلق انسان کے نامۂ اعمال لکھنا بہتوں کا دربار رسالت میں حاضر ہونا کسی کے متعلق سرکار میں مسلمانوں کا صلاۃ و سلام پہنچانا بعضوں کے متعلق مردوں سے سوال کرنا کسی کے ذمہ قبض روح کرنا بعضوں کے ذمہ عذاب دینا کسی کے متعلق صور پھونکنا اور ان کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو ملائکہ انجام دیتے ہیں **عقیدہ**: فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت **عقیدہ**: ان کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے **عقیدہ**: ان کی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا اور اس کے بتائے سے اُس کا رسول۔ چار فرشتے بہت مشہور ہیں جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں **عقیدہ**: کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ملک الموت یا عزرائیل آگیا یہ قریب بکلمۂ کفر ہے **عقیدہ**: فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰن ٭ وھدانا بہ الی عقائد الایمان ٭ واظھر ھٰذا الدین القویم علیٰ سائر الادیان ٭ والصلوٰۃ والسلام الاتمان فی کل حین واٰن ٭ علی سید ولد عدنان ٭ سید الانس والجان ٭ الذی جعلہ اللہ تعالیٰ مطلعاً علی الغیوب فعلم ما یکون و ما کان ٭ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ و من اتبعھم باحسان ٭ و اجعلنا منھم یا رحمٰن یا منّان فقیر بارگاہِ قادری ابو العلی امجد علی اعظمی رضوی عرض کرتا ہے کہ زمانہ کی حالت نے اس طرف متوجہ کیا کہ عوام بھائیوں کے لئے صحیح مسائل کا ایک سلسلہ عام فہم زبان میں لکھا جائے جس میں ضروری روزمرہ کے مسائل ہوں۔ چونکہ اعمال کی درستی عقائد کی صحت پر متفرع ہے اِس لئے پہلے حصے میں اسلامی سچے عقائد بیان کئے۔ اُمید ہے کہ برادرانِ اسلام اس کتاب کے مطالعہ سے ایمان تازہ کریں گے۔

عقائدِ متعلقہ ذات و صفاتِ الٰہی جل جلالہٗ

عقیدہ: اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ احکام میں نہ اسماء میں۔ واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے عدم محال، یعنی ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ **عقیدہ**: وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے۔ **عقیدہ**: اس کی ذات کا ادراک عقلاً محال کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اس کو محیط ہوتی ہے اور اس کو کوئی احاطہ نہیں کر سکتا البتہ اُس کے افعال کے ذریعے اجمالاً اس کی صفات پر پھر ان صفات کے ذریعے معرفتِ ذات حاصل ہوتی ہے **عقیدہ**: ذات کی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات بھی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی انھیں حادث یا مخلوق کہنے والا گمراہ ہے۔ **عقیدہ**: اُس کی صفات نہ مخلوق ہیں نہ زیرِ قدرت داخل۔ **عقیدہ**: ذات و صفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں ان میں سے کسی چیز کو قدیم ماننا کفر ہے۔ **عقیدہ**: نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا

نہ اُس کے لئے بی بی۔ جو اس کا باپ یا بیٹا بتائے یا اس کے لئے بی بی ثابت کرے کافر ہے بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بد دین ہے۔ **عقیدہ** : وہ حیّ ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اُس کے ہاتھ ہے جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے دے۔ **عقیدہ** : جو چیز محال (ناممکن) ہے اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اُس کی قدرت اُسے شامل ہو کہ محال اُسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جب مقدور ہوگا تو موجود ہو سکے گا۔ پھر محال نہ رہا اور اُس کو محال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ **عقیدہ** : ہر مقدور کے لئے ضرور نہیں کہ موجود ہو جائے البتہ ممکن ہونا ضروری ہے اگرچہ کبھی موجود نہ ہو۔ **عقیدہ** : وہ ہر کمال و خوبی کا جامع ہے عیب و نقصان کا اس میں ہونا محال ہے بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لئے محال مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہ عیوب اس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی باطل محض ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان، نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔ **عقیدہ** : حیات، قدرت، سننا، دیکھنا، کلام، علم، ارادہ وغیرہ اُس کے صفاتِ ذاتیہ ہیں مگر کان آنکھ زبان سے اس کا سُننا دیکھنا کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں اور وہ اجسام سے پاک ہے ہر پست سے پست آواز کو سُنتا ہے ہر باریک سے باریک کو خورد بین سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے۔ **عقیدہ** : مثل دیگر صفات کے کلام بھی قدیم ہے حادث و مخلوق نہیں جو قرآن عظیم کو مخلوق مانے ہمارے امام اعظم و دیگر ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُسے کافر کہا بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اُس کی تکفیر ثابت ہے۔ **عقیدہ** : اُس کا کلام آواز سے پاک اور قدیم ہے۔ ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا قدیم ہے۔ **عقیدہ** : اس کا علم ہر شے کو محیط یعنی جزئیات کلیات موجودات معدومات ممکنات محالات سب کو ازل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور ابد تک جانے گا اشیا بدلتی ہیں اور اس کا علم نہیں بدلتا دلوں کے خطروں اور وسوسوں پر اس کو خبر ہے اور اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ **عقیدہ** وہ غیب و شہادت سب کو جانتا ہے علم ذاتی اس کا خاصہ ہے جو شخص علم ذاتی غیب خواہ شہادت کا غیر خدا کے لئے ثابت کرے کافر ہے علم ذاتی کے یہ معنی ہیں کہ بے خدا کے دیئے خود حاصل ہو۔ **عقیدہ** :

وہی ہر شے کا خالق ہے ذوات ہوں یا افعال سب اُسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں **عقیدہ** : حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے ملائکہ وغیرہم وسائل و وسائط ہیں **عقیدہ** : ہر بھلائی بُرائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرما دی ہے جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا کہ اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اُس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اس کے لئے بھلائی لکھتا تو اس کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کا مجوس بتایا **عقیدہ** : قضا تین قسم ہے مبرم[1] حقیقی کہ علم الٰہی میں کسی شے پر معلق نہیں اور معلق محض کہ صحف ملائکہ میں کسی شے پر اس کا معلق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے اور معلق[3] شبیہ بہ مبرم کہ صحف ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں اور علم الٰہی میں تعلیق ہے۔ تقدیر مبرم حقیقی کی تبدیل ناممکن ہے اکابر محبوبان خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انھیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے جیسا کہ فرشتے قوم لوط پر عذاب لے کر آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بارے میں اتنی کوشش کی کہ یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ وہ ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگے ارشاد ہوا "یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَاۚ اِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ" اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ دیجئے ان پر ناقابلِ واپسی عذاب آنے والا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دربار الٰہی میں کس قدر عزت و وجاہت حاصل تھی۔ اور وہ[2] جو ظاہر قضائے معلق ہے اس تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے ان کی دعا سے ٹل جاتی ہے اور وہ[3] جو متوسط حالت میں ہے جسے صحف ملائکہ کے اعتبار سے مبرم بھی کہہ سکتے ہیں اُس تک خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اسی کو فرماتے ہیں، میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا اِنَّ الدُّعَآءَ یَرُدُّ الْقَضَآءَ بَعْدَ مَا اُبْرِمَ بے شک دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔ **مسئلہ** : قضا و قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آ سکتے۔ ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سبب ہلاکت ہے صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلے میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے ما و شما کس گنتی میں ہیں۔ اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا بلکہ اس کو

ایک نوع اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اُسی بناء پر اُس پر مواخذہ ہے اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔ **مسئلہ** برا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیت الٰہی کے حوالے کرنا بہت بری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اُسے منجانب اللہ کہے اور جو بُرائی سرزد ہو اس کو شامتِ نفس تصور کرے **عقیدہ**: اللہ تعالیٰ جہت و مکان و زمان و حرکت و سکون و شکل و صورت اور جمیع حوادث سے پاک ہے **عقیدہ**: دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے اور آخرت میں ہر سنّی مسلمان کے لئے ممکن بلکہ واقع۔ رہا قلبی دیدار یا خواب میں یہ دیگر انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیاء کے لئے بھی حاصل ہے، ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔ **عقیدہ**: اس کا دیدار بلا کیف ہے یعنی دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے جس چیز کو دیکھتے ہیں اس سے کچھ فاصلہ مسافت کا ہوتا ہے نزدیک یا دور وہ دیکھنے والے سے کسی جہت میں ہوتی ہے اُوپر یا نیچے دہنے یا بائیں آگے یا پیچھے اُس کا دیکھنا ان سب باتوں سے پاک ہو گا پھر رہا یہ کہ کیونکر ہو گا یہی تو کہا جاتا ہے کہ کیونکر کو یہاں دخل نہیں انشاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے اُس وقت بتا دیں گے۔ سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک عقل پہنچتی ہے وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے اُس تک عقل نہیں پہنچتی اور وقتِ دیدار نگاہ اُس کا احاطہ کرے یہ محال ہے۔ **عقیدہ**: وہ جو چاہے جیسا چاہے کرے کسی کو اس پر قابو نہیں اور نہ کوئی اُس کے ارادے سے اُسے باز رکھنے والا۔ اس کو نہ اونگھ آئے نہ نیند۔ تمام جہان کا نگاہ رکھنے والا نہ تھکے نہ اُکتائے تمام عالم کا پالنے والا، ماں باپ سے زیادہ مہربان حلم والا۔ اُسی کی رحمت ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا اسی کے لئے بڑائی اور عظمت ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے صورت بنانے والا۔ گناہوں کو بخشنے والا توبہ کو قبول کرنے والا۔ قہر و عذاب فرمانے والا۔ اُس کی پکڑ نہایت سخت ہے جس سے اُس کے چھڑائے بغیر کوئی نہیں چھوٹ سکتا۔ جس کو چاہے بلند کرے اور جس کو چاہے پست، ذلیل کو عزت دے اور عزت والے کو ذلیل کر دے جس کو چاہے راہ راست

پر لائے اور جس کو چاہے سیدھی راہ سے الگ کر دے جسے چاہے اپنا نزدیک بنالے اور جسے چاہے مردود کر دے جس کو چاہے دے اور جو چاہے چھین لے وہ جو کچھ کرتا ہے یا کرے گا عدل و انصاف ہے ظلم سے پاک وصاف ہے نہایت بلند و بالا ہے وہ سب کو محیط ہے اس کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ نفع و ضرر اُسی کے ہاتھ میں ہیں مظلوم کی فریاد کو پہنچتا اور ظالم سے بدلا لیتا ہے اس کے ارادے کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا مگر اچھے پر خوش ہوتا ہے اور برے سے ناراض۔ اس کی رحمت ہے کہ ایسے کام کا حکم نہیں فرماتا جو طاقت سے باہر ہے۔ اللہ عزوجل پر ثواب یا عذاب یا بندے کے ساتھ لطف یا اس کے ساتھ وہ کرنا جو اس کے حق میں بہتر ہو اس پر کچھ واجب نہیں وہ ہر شے کا مالک ہے جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے ہاں اُس نے اپنے کرم سے وعدہ فرما لیا ہے کہ مسلمانوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور بمقتضائے عدل کفار کو جہنم میں اور اس کے وعدہ و وعید بدلتے نہیں۔ اُس نے وعدہ فرما لیا ہے کہ کفر کے سوا ہر چھوٹے بڑے گناہ کو جسے چاہے معاف فرما دے گا **عقیدہ**: اُس کے ہر فعل میں بے شمار حکمتیں ہیں خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں اور اس کے فعل کے لئے غرض نہیں کہ غرض اُس فائدہ کو کہتے ہیں جسے حاصل کرنے کے لئے فاعل کوئی کام کرے، اللہ تعالیٰ بذاتہ کامل ہے وہ کسی فائدے کا محتاج نہیں۔

عقائد متعلّقہ نبوت

مسلمان کے لئے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا جاننا ضروری ہے کہ کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات اُسے کافر کر دے اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لئے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجب کفر ہے اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکالے اور ہلاک ہو جائے۔ **عقیدہ**: نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں **عقیدہ**: سب انبیاء بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت **عقیدہ**: اللہ عزوجل پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں اُس نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے **عقیدہ**: نبی ہونے کے لئے اُس پر وحی

ہونا ضروری ہے خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ۔ **عقیدہ**: بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اُتاریں، ان میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، قرآن عظیم کہ سب سے افضل کتاب ہے سب سے افضل رسول حضور پُر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ **عقیدہ**: سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں ان میں جو کچھ ارشاد ہوا سب پر ایمان ضروری ہے، اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُمت کے سپرد کی تھی اُن سے اُس کی حفاظت نہ ہو سکی کلام الٰہی جیسا اترا تھا اُن کے ہاتھوں میں ویسا ہی باقی نہ رہا بلکہ اُن کے شریروں نے تو یہ کیا کہ ان میں اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا لہٰذا جب ان کتابوں کی کوئی بات ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ ہماری کتاب کے مطابق ہے ہم اس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہے تو یقین جانیں گے کہ یہ اُن کی تحریفات سے ہے اور اگر موافقت مخالفت کچھ معلوم نہیں تو حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب بلکہ یوں کہیں کہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔ **عقیدہ**: چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے لہٰذا قرآن عظیم کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ رکھی فرماتا ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ بے شک ہم نے قرآن اُتارا اور بے شک ہم اُس کے ضرور نگہبان ہیں لہٰذا اس میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی ناممکن ہے اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے تو جو یہ کہے کہ اس میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا یا بڑھا دیا یا بدل دیا قطعاً کافر ہے کہ اُس نے اُس آیت کا انکار کیا جو ہم نے ابھی لکھی۔ **عقیدہ**: قرآن مجید کتاب اللہ ہونے پر اپنے آپ دلیل ہے کہ خود اعلان کے ساتھ کہہ رہا ہے وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے سب سے خاص بندے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اُتاری کوئی شک ہو تو اس کی مثل کوئی چھوٹی سی سورت کہہ لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو

اگر تم سچے ہو تو اگر ایسا نہ کر سکو اور ہم کہہ دیتے ہیں ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے لہٰذا کافروں نے اُس کے مقابلہ میں جی توڑ کوششیں کیں مگر اس کی مثل ایک سطر نہ بنا سکے نہ بنا سکیں گے **مسئلہ**: اگلی کتابیں انبیاء ہی کو زبانی یاد ہوتیں قرآنِ عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ یاد کر لیتا ہے۔ **عقیدہ**: قرآن کی سات قرأتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں اُن میں معاذ اللہ کہیں اختلاف معنی نہیں وہ سب حق ہیں اس میں اُمت کے لئے آسانی یہ ہے کہ جس کے لئے جو قرأت آسان ہو وہ پڑھے اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قرأت رائج ہے عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے جیسے ہمارے ملک میں قرأتِ عاصم بروایت حفص ہے۔ **عقیدہ**: قرآن مجید نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیئے ہیں قرآن مجید کی بعض آیتوں نے بعض آیات کو منسوخ کر دیا۔ **عقیدہ**: نسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کے لئے ہوتے ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لئے ہے جب میعاد پوری ہو جاتی ہے تو دوسرا حکم نازل ہوتا ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اُٹھا دیا گیا اور حقیقۃً دیکھا جائے تو اُس کے وقت کا ختم ہو جانا بتا یا گیا۔ منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل ہونا کہتے ہیں یہ بہت سخت بات ہے احکام الٰہیہ سب حق ہیں وہاں باطل کی رسائی نہیں۔ **عقیدہ**: قرآن کی بعض باتیں محکم ہیں کہ ہماری سمجھ میں آتی ہیں۔ اور بعض متشابہ کہ ان کا پورا مطلب اللہ اور اللہ کے حبیب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ متشابہ کی تلاش اور اس کے معنی کی تفتیش وہی کرتا ہے جس کے دل میں کجی ہو۔ **عقیدہ**: وحی نبوت انبیاء کے لئے خاص ہے جو اُسے کسی غیر نبی کے لئے مانے کافر ہے نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے اُس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القا ہوتی ہے اس کو الہام کہتے ہیں اور وحی شیطانی کہ القا من جانب شیطان ہو یہ کاہن ساحر اور دیگر کفار و فساق کے لئے ہوتی ہے۔ **عقیدہ**: نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعے سے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائے الٰہی ہے کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے جو قبل حصول نبوت تمام اخلاق رذیلہ سے پاک اور تمام اخلاقِ فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارجِ ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب و جسم و قول و فعل و حرکات و

سکنات میں ہر ایسی بات سے منزّہ ہوتا ہے جو باعثِ نفرت ہو اُسے عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کے عقل سے بدرجہا زائد ہے کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اُس کے لاکھویں حصے تک نہیں پہنچ سکتی اور جو یہ مانے کہ آدمی اپنے کسب و ریاضت سے منصب نبوت تک پہنچ سکتا ہے کافر ہے۔ **عقیدہ**: جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کافر ہے **عقیدہ**: نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی اور بے دینی ہے عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لئے اللہ نے حفاظت کا وعدہ کیا ہے جس کے سبب ان سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے بخلاف ائمہ و اکابر اولیا کہ اللہ عزوجل انھیں محفوظ رکھتا ہے۔ ان سے گناہ ہوتا نہیں اگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں **عقیدہ**: انبیاء علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعثِ نفرت ہو جیسے کذب و خیانت و جہل وغیرہا صفاتِ ذمیمہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروّت کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمّداً صغائر سے بھی قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت معصوم ہیں **عقیدہ**: اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر بندوں کے لئے جتنے احکام نازل فرمائے اُنھوں نے وہ سب پہنچا دیئے جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا کافر ہے **عقیدہ**: احکام تبلیغیہ میں انبیاء سے سہو و نسیان محال ہے **عقیدہ**: ان کے جسم کا برص و جذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے تنفر ہوتا ہے پاک ہونا ضروری ہے **عقیدہ**: اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی زمین و آسمان کا ہر ذرّہ ہر نبی کے پیش نظر ہے مگر یہ علم غیب اللہ کے دیئے سے ہے لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا اور علم عطائی اللہ عزوجل کے لئے محال ہے کہ اس کی کوئی صفت کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہو سکتا بلکہ ذاتی ہے جو لوگ انبیاء بلکہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مطلق علم غیب کی نفی کرتے ہیں وہ قرآنِ عظیم کی اس آیت کے مصداق ہیں اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ؕ یعنی قرآنِ عظیم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں کہ آیتِ نفی دیکھتے ہیں اور ان آیتوں سے جن میں انبیاء علیہم السلام کو علومِ غیب عطا کیا جانا بیان گیا ہے انکار کرتے ہیں حالانکہ نفی و اثبات

دونوں حق ہیں کہ نفی علمِ ذاتی کی ہے کہ یہ خاصۂ الوہیت ہے اثبات عطائی کا ہے کہ یہ انبیاء ہی کے شایانِ شان ہے اور منافی الوہیت ہے۔ انبیاء علیہم السلام غیب کی خبر دینے ہی کے لئے آتے ہیں کہ جنت و نار حشر و نشر عذاب و ثواب غیب نہیں ہیں تو کیا ہیں ان کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل و حواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے اولیاء کو بھی علمِ غیب عطائی ہوتا ہے مگر بواسطۂ انبیاء کے **عقیدہ**: انبیاء کرام تمام مخلوق یہاں تک کہ رسل ملائکہ سے افضل ہیں۔ ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل یا برابر بتائے کافر ہے **عقیدہ**: نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل تمام فرائض ہے کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کفر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبی بھیجے بعض کا صریح ذکر قرآن مجید میں ہے اور بعض کا نہیں۔ **عقیدہ**: حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے بغیر مٹی سے پیدا کیا اور اپنا خلیفہ کیا اور تمام اسماء و مسمّیات کا علم دیا۔ ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں سب نے سجدہ کیا شیطان کہ از قسم جن تھا مگر بڑا عابد و زاہد تھا یہاں تک کہ گروہ ملائکہ میں اس کا شمار تھا انکار کیا اور ہمیشہ کے لئے مردود ہوا۔ **عقیدہ**: حضرت آدم علیہ السلام کو ابوالبشر کہتے ہیں یعنی سب انسانوں کے باپ **عقیدہ**: سب میں پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہوئے اور سب میں پہلے رسول جو کفار کی طرف بھیجے گئے حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ **عقیدہ**: انبیاء کی کوئی تعداد معین کرنا جائز نہیں کہ اس بارے میں احادیث مختلف ہیں اور تعداد معین پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں لہٰذا یہ اعتقاد چاہئے کہ اللہ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے **عقیدہ**: نبیوں کے مختلف درجے ہیں بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا و مولیٰ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ جس طرح حضور تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں بلاتشبیہ حضور کے صدقہ میں حضور کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل ہے۔ **عقیدہ**: تمام انبیاء اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت و عزت والے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذ اللہ چوڑھے چمار کی مثل کہنا کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے **عقیدہ**: دعویٔ نبوت میں سچے ہونے کی ایک

دلیل یہ ہے کہ نبی اپنے صدق کا اعلانیہ دعویٰ فرماکر محالاتِ عادیہ (جو چیزیں عادۃً ناممکن ہوں) کے ظاہر کرنے کا ذمّہ لیتا اور منکروں کو اس کی مثل کی طرف بلاتا ہے اللہ عزوجل اس کے دعویٰ کے مطابق امر محال عادی ظاہر فرمادیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں اسی کو معجزہ کہتے ہیں جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہو جانا اور یدِ بیضا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو جلا دینا اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کردینا اور ہمارے حضور کے معجزے تو شمار سے باہر ہیں **عقیدہ**: جو شخص نبی نہ ہو اور نبوت کا دعویٰ کرے وہ کوئی محال عادی اپنے دعویٰ کے مطابق ظاہر نہیں کرسکتا ورنہ جھوٹے اور سچے میں فرق نہ رہے گا **فائدہ**: نبی سے جو بات خلافِ عادت نبوت سے پہلے ظاہر ہو اُس کو ارہاص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو اُس کو کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے جو صادر ہو اُسے معونت کہتے ہیں اور بیباک فجّار یا کفار سے جو ان کے موافق ظاہر ہو اس کو استدراج کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو اہانت ہے **عقیدہ**: انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے کھاتے پیتے ہیں جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں وعدۂ الٰہیہ کے لئے ایک آن کو ان پر موت طاری ہوئی پھر بدستور زندہ ہو گئے۔ ان کی حیات حیاتِ شہدا سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے اس لئے شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا اُس کی بی بی بعد عدت نکاح کرسکتی ہے بخلاف انبیاء کے کہ وہاں یہ جائز نہیں یہاں تک جو عقائد بیان ہوئے ہیں اُن میں تمام انبیاء علیہم السلام شریک ہیں اب بعض وہ امور جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں ہیں بیان کئے جاتے ہیں۔ **عقیدہ**: دیگر انبیاء کی بعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوق انسان و جن وملائکہ حیوانات جمادات سب کی طرف مبعوث ہوئے جس طرح انسان کے ذمّہ حضور کی اطاعت فرض ہے یوں ہی ہر مخلوق پر حضور کی فرمانبرداری ضروری ہے **عقیدہ**: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملائکہ وانس وجن و حور و غلمان و حیوانات و جمادات غرض تمام عالم کے لئے رحمت ہیں اور مسلمانوں پر تو نہایت ہی مہربان **عقیدہ**: حضور خاتم النبیّین ہیں یعنی اللہ عزوجل نے سلسلۂ نبوت حضور پر ختم کر دیا کہ حضور کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی

نہیں ہوسکتا۔ جو شخص حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی کو نبوت کا ملنا مانے یا جائز جانے کافر ہے **عقیدہ**: حضور تمام مخلوق سے افضل ہیں کہ دیگر حضرات کو جو کمالات الگ الگ عطا ہوئے حضور میں وہ سب جمع کر دئے گئے اور ان کے علاوہ حضور کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصّہ نہیں۔ **عقیدہ**: محال ہے کہ کوئی حضور کا مثل ہو جو کسی صفت خاصہ میں کسی کو حضور کا مثل بتائے گمراہ ہے یا کافر **عقیدہ**: حضور کو اللہ عزوجل نے مرتبۂ محبوبیتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا تھا کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی رضا کی طالب ہے اور اللہ عزوجل طالبِ رضائے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **عقیدہ**: حضور کے خصائص سے معراج ہے کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتوں آسمان اور کرسی وعرش تک بلکہ بالائے عرش رات کے ایک خفیف ادنیٰ حصہ میں مع جسم تشریف لے گئے اور وہ قرب حاصل ہوا کہ انسان اور فرشتے کو کبھی حاصل نہ ہوا نہ ہو اور جمالِ الٰہی بچشم سر دیکھا اور کلام الٰہی بلاواسطہ سُنا اور تمام ملکوت السمٰوات والارض کو بالتفصیل ذرّہ ذرّہ ملاحظہ فرمایا **عقیدہ**: تمام مخلوق اولین وآخرین حضور کی نیازمند ہے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام **عقیدہ**: قیامت کے دن مرتبۂ شفاعتِ کبریٰ حضور کے خصائص سے ہے کہ جب تک حضور شفاعت کا دروازہ نہ کھولیں کسی کو شفاعت کی مجال نہ ہوگی بلکہ حقیقۃً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں حضور کے دربار میں شفاعت لائیں گے اور اللہ عزوجل کے حضور مخلوقات میں صرف حضور شفیع ہیں اور یہ شفاعتِ کبریٰ مومن کافر مطیع عاصی سب کے لئے ہے کہ وہ انتظار حساب جو سخت جانگزا ہوگا جس کے لئے لوگ تمنائیں کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک دئے جاتے اور اس انتظار سے نجات پائیں اس بلا سے چھٹکارا کفار کو بھی حضور کی بدولت ملے گا۔ جس پر اولین وآخرین موافقین ومخالفین مومنین وکافرین سب حضور کی حمد کریں گے اسی کا نام مقامِ محمود ہے اور شفاعت کے اور اقسام بھی ہیں مثلاً بہتوں کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے جن میں چار ارب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ہے اس سے بہت زائد اور ہیں جو اللہ ورسول کے علم میں ہیں بہتیرے وہ ہوں گے جن کا حساب ہوچکا ہے اور مستحق جہنم ہوچکے ان کو جہنم سے بچائیں گے اور بعضوں کی شفاعت فرماکر جہنم سے نکالیں گے اور بعضوں کے درجات بلند فرمائیں گے اور بعضوں کے عذاب میں کمی فرمائیں گے **عقیدہ**: ہر قسم کی شفاعت حضور کے لئے ثابت ہے شفاعت

بالوجاہۃ، شفاعت بالمحبۃ، شفاعت بالاذن۔ ان کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے **عقیدہ:**
منصبِ شفاعت حضور کو دیا جا چکا حضور فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ
اور ان کا رب فرماتا ہے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ مغفرت چاہو اپنے
خاصوں کے گناہوں اور عام مومنین و مومنات کے گناہوں کی، شفاعت اور کس کا نام ہے شفاعت
کے بعض احوال نیز دیگر خصائص جو قیامت کے دن ظاہر ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ احوال آخرت
میں بیان ہوں گے۔ **عقیدہ:** حضور کی محبت مدارِ ایمان بلکہ ایمان اسی محبت ہی کا نام ہے جب تک
حضور کی محبت ماں باپ اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ **عقیدہ:**
حضور کی اطاعت عین اطاعتِ الٰہی ہے طاعتِ الٰہی بے طاعتِ حضور ناممکن ہے یہاں تک کہ
اگر آدمی فرض نماز میں ہو اور حضور اُسے یاد فرمائیں فوراً جواب دے اور حاضرِ خدمت ہو اور یہ
شخص کتنی ہی دیر تک حضور سے کلام کرے بدستور نماز میں ہے اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں **عقیدہ:**
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم یعنی اعتقادِ عظمت جزو ایمان و رکن ایمان ہے اور فعل
تعظیم بعد عنوان ہر فرض سے مقدم ہے چنانچہ غزوۂ خیبر سے واپسی پر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
نے نماز عصر حضور کی نیند پر قربان کر دی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے آرام کی خاطر اپنی جان کی پروا نہ کی **عقیدہ:** حضور کی تعظیم و توقیر جس طرح اُس
وقت تھی کہ حضور اس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے اب بھی اسی طرح فرضِ
اعظم ہے جب حضور کا ذکر آئے تو بکمال خشوع و خضوع و انکسار باادب سُنے اور نام پاک سُنتے ہی
درود شریف پڑھنا واجب ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ
وَالْكَرَمِ وَاٰلِهِ الْكِرَامِ وَصَحْبِهِ الْعِظَامِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اور حضور سے محبت کی علامت یہ ہے
کہ بکثرت ذکر کرے اور درود شریف کی کثرت کرے اور نام پاک لکھے تو اُس کے بعد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم لکھے بعض لوگ برائے اختصار صلعم یا ؐ لکھتے ہیں یہ محض ناجائز و حرام ہے اور محبت کی
یہ بھی علامت ہے کہ آل و اصحاب مہاجرین و انصار و جمیع متعلقین و متوسلین سے محبت رکھے اور
حضور کے دشمنوں سے عداوت رکھے اگرچہ وہ اپنا باپ یا بھائی یا کنبہ سے کیوں نہ ہو نیز علامت
محبت یہ ہے کہ شانِ اقدس میں جو الفاظ استعمال کئے جائیں ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں کوئی ایسا

کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

جنّ کا بیان

یہ آگ سے پیدا کئے گئے ہیں ان میں بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن
جائیں ان کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں ان کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں یہ سب انسان کی
طرح ذی عقل اور ارواح و اجسام والے ہوتے ہیں ان میں توالد و تناسل ہوتا ہے۔ کھاتے
پیتے، جیتے اور مرتے ہیں **عقیدہ:** ان میں مسلمان بھی ہیں کافر بھی مگر ان کے کفار انسان
کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں اور ان میں سے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی سُنی بھی
ہیں بدمذہب بھی اور ان میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے **عقیدہ:** ان
کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔

عالمِ برزخ کا بیان

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں مرنے کے بعد
اور قیامت سے پہلے تمام انس و جن کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عالم اس دنیا
سے بہت بڑا ہے دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو
برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف **عقیدہ:** ہر شخص کی جتنی زندگی مقرر ہے اس میں نہ
زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام
قبض روح کے لئے آتے ہیں اور اس شخص کے دہنے بائیں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے فرشتے
دکھائی دیتے ہیں مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے دہنے بائیں
عذاب کے اس وقت ہر شخص پر اسلام کی حقانیت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے مگر اس
وقت کا ایمان معتبر نہیں اس لئے کہ حکم ایمان بالغیب کا ہے اور اب غیب نہ رہا بلکہ یہ چیزیں
مشاہدہ ہو گئیں **عقیدہ:** مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے
اگرچہ روح بدن سے جدا ہو گئی مگر جو کچھ بدن پر گزرے گی روح ضرور اس سے آگاہ و متاثر

ہوگی جس طرح حیاتِ دنیا میں ہوتی ہے بلکہ اس سے زائد **عقیدہ**: مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسب مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے بعض کی قبر پر بعض کی چاہِ زمزم شریف میں بعض کی آسمان و زمین کے درمیان بعض کی پہلے دوسرے ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند اور بعض کی روحیں زیرِ عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں مگر کہیں ہوں اپنے جسم سے ان کو تعلق بدستور رہتا ہے جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتے پہچانتے اُس کی بات سنتے ہیں بلکہ روح کا دیکھنا قربِ قبر ہی سے مخصوص نہیں اس کی مثال حدیث میں یہ فرمائی ہے کہ ایک طائر پہلے قفس میں بند تھا اور اب آزاد کردیا گیا اور ائمۂ کرام فرماتے ہیں اِنَّ النُّفُوْسَ الْقُدْسِیَّۃَ اِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدْنِیَّۃِ اِتَّصَلَتْ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَتَرٰی وَتَسْمَعُ الْکُلَّ کَالْمُشَاھِدِ بے شک پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں عالمِ بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔ حدیث میں فرمایا اِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ یُخَلّٰی سَرْبُہٗ یَسْرَحُ حَیْثُ شَاءَ جب مسلمان مرتا ہے اُس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جائے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں "روح را قرب و بعدِ مکانی یکساں است"[1] کافروں کی خبیث روحیں بعض کی اُن کے مرگھٹ یا قبر میں رہتی ہیں بعض کی چاہِ برہوت میں کہ یمن میں ایک نالہ ہے بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک بعض کی اُس کے بھی نیچے سجین میں اور وہ بھی کہیں ہوں جو اس کی قبر یا مرگھٹ پر گذرے اسے دیکھتے پہچانتے بات سنتے ہیں مگر کہیں جانے کا اختیار نہیں کہ قید ہیں **عقیدہ**: یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں محض باطل اور کفر ہے **عقیدہ**: موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہیں نہ یہ کہ روح مر جاتی ہے جو روح کو فنا مانے بدمذہب ہے **عقیدہ**: مردہ کلام بھی کرتا ہے اور اس کے کلام کو عوام جن اور انسان کے سوا اور تمام حیوانات وغیرہ سنتے ہیں **عقیدہ**: جب مردے کو قبر میں دفن کرتے ہیں اس وقت اُس کو قبر دباتی ہے اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا دبانا ایسا ہوتا ہے کہ جیسے ماں اپنے بچے کو زور سے چپٹا لیتی ہے اور اگر کافر ہے تو اُس کو اس زور سے دباتی

[1] روح کے لئے دور و نزدیک یکساں ہیں۔

ہے کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر اور ادھر کی اِدھر ہو جاتی ہیں **عقیدہ** جب دفن کرنے والے دفن کر کے وہاں سے چلتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس وقت اس کے پاس دو فرشتے اپنے دانتوں سے چیرتے ہوئے آتے ہیں ان کی شکلیں ڈراؤنی اور ہیبت ناک ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں مردے کو جھنجھوڑ کر اُٹھاتے ہیں اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں سوال کرتے ہیں پہلا سوال مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون ہے، دوسرا سوال مَا دِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے، تیسرا سوال مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا۔ مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب دے گا رَبِّیَ اللّٰہُ میرا رب اللہ ہے اور دوسرے کا جواب دے گا دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے تیسرے سوال کا جواب دے گا ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں وہ کہیں گے تجھے کس نے بتایا کہے گا میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اُس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔ جہاں تک نگاہ پھیلے گی وہاں تک اُس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا کہ تو سو جیسے دلہن سوتی ہے یہ خواص کے لئے عموماً ہے اور عوام میں اُن کے لئے جن کو وہ چاہے ورنہ وسعتِ قبر حسبِ مراتب مختلف ہے بعض کے لئے ستر ستر ہاتھ لمبی چوڑی بعض کے لئے جتنی وہ چاہے زیادہ حتیٰ کہ جہاں تک نگاہ پہنچے اور گناہگار پر عذاب بھی ہوگا ان کی معصیت کے لائق پھر اس کے پیرانِ عظام یا مذہب کے امام یا اور اولیائے کرام کی شفاعت یا محض رحمت سے۔ جب وہ چاہے گا نجات پائیں گے اور اگر مردہ منافق ہے تو سب سوالوں کے جواب میں کہے گا ھاہ ھاہ لَا اَدْرِیْ افسوس مجھے تو کچھ معلوم نہیں کُنْتُ اَسْمَعُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَاَقُوْلُ میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا خود بھی کہتا تھا اُس وقت ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا کہ یہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو اُس کی گرمی اور لپٹ اُس کو پہنچے گی اور اس پر عذاب دینے کے لئے دو فرشتے مقرر ہوں گے جو اندھے اور بہرے ہوں گے ان کے ساتھ لوہے کا گرز ہوگا کہ پہاڑ پر اگر مارا جائے تو خاک ہو جائے اس سے اُس کو مارتے رہیں گے **عقیدہ**: عذابِ قبر حق ہے اور یوں ہی قبر میں نعمتوں کا ملنا حق ہے اور دونوں جسم و روح پر ہیں جسم اگرچہ گل جائے جل جائے خاک

ہوجائے مگر اس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے وہ مورد عذاب وثواب ہوں گے اور انھیں پر روزِ قیامت دوبارہ ترکیب جسم فرمائی جائے گی وہ کچھ ایسے باریک اجزاء ہیں ریڑھ کی ہڈی میں جس کو عجبُ الذنب کہتے ہیں کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں نہ آگ انھیں جلا سکتی ہے نہ زمین اُنھیں گلا سکتی ہے وہ تخم جسم ہیں ولہٰذا روزِ قیامت روحوں کا اعادہ اسی جسم میں ہوگا نہ جسم دیگر میں بالائی زائد اجزاء، کا گھٹنا بڑھنا جسم کو نہیں بدلتا جیسے بچہ چھوٹا پیدا ہوتا ہے پھر بڑا ہوجاتا ہے روزِ قیامت دوبارہ زندہ کرنا ہے وہی گوشت اور ہڈیاں کہ خاک یا راکھ ہوگئے ہوں اُن کے ذرّے کہیں منتشر ہوگئے ہوں رب عزوجل انھیں جمع فرماکر اس پہلی ہیأت پر لاکر انھیں پہلے اجزائے اصلیہ پر کہ محفوظ ہیں ترکیب دے گا اور ہر روح کو اسی جسم سابق میں بھیجے گا اس کا نام حشر ہے عذاب وتنعیم قبر کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے **عقیدہ:** مُردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا غرض کہیں ہو اس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وُہیں ثواب یا عذاب اُسے پہنچے گا **مسئلہ:** انبیاء علیہم السّلام اور اولیائے کرام وعلمائے دین وشہداء، وحافظانِ قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ مر کے مٹی میں مل گئے گمراہ بددین مرتکب توہین ہے۔

معاد وحشر کا بیان

بے شک زمین وآسمان اور جن وانس وملک سب ایک دن فنا ہونے والے ہیں صرف ایک اللہ کے لئے ہمیشگی وبقا ہے دنیا کے فنا ہونے سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی (۱) تین خسف ہوں گے یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں تیسرا جزیرۂ عرب میں (۲) علم اُٹھ جائے گا یعنی علماء اُٹھالئے جائیں گے یہ مطلب نہیں کہ علماء تو باقی رہیں اور اُن کے دلوں سے علم محو کردیا جائے (۳) جہل کی کثرت ہوگی (۴) زنا کی زیادتی ہوگی اور اس بیحیائی کے ساتھ زنا ہوگا جیسے گدھے جفتی کرتے ہیں بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ پاس نہ ہوگا (۵) مرد کم ہوں گے

اور عورتیں زیادہ یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی (۶) علاوہ اس بڑے دجّال کے اور تیس دجّال ہوں گے کہ وہ سب دعویٰ نبوت کریں گے حالانکہ نبوّت ختم ہوچکی جن میں بعض گزر چکے جیسے مسیلمہ کذّاب، طلحہ بن خویلد، اسود عنسی، سجاح (عورت) کہ بعد کو اسلام لے آتی غلام احمد قادیانی وغیرہم اور جو باقی ہیں ضرور ہوں گے (۷) مال کی کثرت ہوگی نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے (۸) مُلک عرب میں کھیتی اور باغ اور نہریں جاری ہوجائیں گی (۹) دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگارا لینا یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جاکر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا (۱۰) وقت میں برکت نہ ہوگی یہاں تک کہ سال مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ہفتے کے اور ہفتہ مثل دن کے اور دن ایسا ہوجائے گا جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور جلد بھڑک کر ختم ہوگئی۔ یعنی وقت بہت جلد گزرے گا (۱۱) زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا کہ اس کو تاوان سمجھیں گے (۱۲) علم دین پڑھیں گے مگر دین کے لئے نہیں (۱۳) مرد اپنی عورت کا مطیع ہوگا (۱۴) ماں باپ کی نافرمانی کرے گا (۱۵) اپنے احباب سے میل جول رکھے گا اور باپ سے جُدائی (۱۶) مسجد میں لوگ چلائیں گے (۱۷) گانے باجے کی کثرت ہوگی (۱۸) اگلوں پر لوگ لعنت کریں گے اُن کو بُرا کہیں گے (۱۹) درندے جانور آدمی سے کلام کریں گے بلکہ خود انسان کی ران اُسے خبر کرے گی (۲۰) ذلیل لوگ جن کو تن کا کپڑا پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے (۲۱) دجال کا ظاہر ہونا کہ چالیس دن میں حرمین طیّبین کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرے گا۔ چالیس دن میں پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا اور دوسرا دن مہینے بھر کے برابر اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر اور باقی دن چوبیس چوبیس گھنٹے کے ہوں گے اور وہ بہت تیزی کے ساتھ سیر کرے گا جیسے بادل جس کو ہوا اُڑاتی ہو اُس فتنہ بہت شدید ہوگا ایک باغ اور ایک آگ اُس کے ہمراہ ہوگی جن کا نام جنّت ودوزخ رکھے گا جہاں جائے گا یہ بھی جائیں گی مگر وہ جو دیکھنے میں جنّت معلوم ہوگی وہ حقیقۃً آگ ہوگی اور جو جہنم دکھائی دے گا وہ آرام کی جگہ ہوگی اور وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا جو اس پر ایمان لائے گا اُسے اپنی جنّت میں ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اُسے جہنّم میں داخل کرے گا، مُردے جِلائے گا زمین کو حکم دے گا وہ سبزے اُگائے گی آسمان سے پانی برسائے گا اور ان لوگوں کے جانور لمبے چوڑے خوب تیار اور دودھ والے ہوجائیں گے

اور ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح دَل کے دَل اُس کے ہمراہ ہو جائیں گے اسی قسم کے بہت سے شعبدے دکھلائے گا اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے اور شیاطین کے تماشے جن کو واقعیت سے کچھ تعلق نہیں اسی لئے اُس کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا۔ ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے البتّہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے کہ وہاں جو لوگ بہ ظاہر مسلمان بنے ہوں گے اور دل میں کافر ہوں گے اور وہ خود علمِ الٰہی میں دجّال ایمان لاکر کافر ہونے والے ہیں ان زلزلوں کے خوف سے شہر سے باہر بھاگیں گے اور اُس کے فتنہ میں مُبتلا ہوں گے دجّال کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا ک اف ر یعنی کافر جس کو ہر مسلمان پڑھے گا اور کافر کو نظر نہ آئے گا جب وہ ساری دُنیا میں پھر پھرا کر ملک شام کو جائے گا اس وقت حضرت مسیح علیہ السّلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر نزول فرمائیں گے صبح کا وقت ہوگا نمازِ فجر کے لئے اقامت ہو چکی ہوگی حضرت امام مہدی کو کہ اس جماعت میں موجود ہوں گے امامت کا حکم دیں گے حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھائیں گے۔ وہ لعین دجّال حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے اور ان کی سانس کی خوشبو حدِ بصر تک پہنچے گی وہ بھاگے گا یہ تعاقب فرمائیں گے اور اس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے اس سے وہ جہنّم واصل ہوگا (۲۲) حضرت عیسٰی علیہ السّلام کا آسمان سے نزول. فرمانا اس کی مختصر کیفیت اوپر معلوم ہو چکی آپ کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوگی یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو مال دے گا تو وہ قبول نہ کرے گا۔ نیز اس زمانہ میں عداوت وبغض وحسد آپس میں بالکل نہ ہوگا اور عیسٰی علیہ الصّلاۃ والسّلام صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے تمام اہلِ کتاب جو قتل سے بچیں گے سب ان پر ایمان لائیں گے تمام جہان میں ایک دین اسلام ہوگا اور ایک مذہب اہلِ سنّت. بچّے سانپ سے کھیلیں گے اور شیر اور بکری ایک ساتھ چریں گے چالیس برس تک اقامت فرمائیں گے. نکاح کریں گے اولاد بھی ہوگی بعد وفات روضہ انور میں دفن ہوں گے (۲۳) حضرت امام مہدی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا ظاہر ہونا اس کا اجمالی واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں جب سب جگہ کفر کا تسلط ہوگا اس وقت تمام ابدال بلکہ تمام اولیا رسب جگہ سے سمٹ کر حرمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے صرف وہیں اسلام رہے گا اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی رمضان شریف کا مہینہ ہوگا ابدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مہدی بھی وہاں ہوں گے اولیاء انھیں پہچانیں گے ان سے درخواستِ بیعت کریں گے وہ انکار کریں گے دفعۃً غیب سے ایک آواز آئے گی هٰذَا خَلِيْفَةُ اللهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْهُ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات سُنو اور اس کا حکم مانو تمام لوگ اُن کے دستِ مبارک پر بیعت کریں گے وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر ملک شام کو تشریف لے جائیں گے بعد قتلِ دجّال حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو حکمِ الٰہی ہوگا کہ مسلمانوں کو کوہِ طور پر لے جاؤ اس لئے کہ کچھ ایسے لوگ ظاہر کیے جائیں گے جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں (۲۴) یاجُوج ماجُوج کا خروج. مسلمانوں کے کوہِ طور پر جانے کے بعد یاجوج و ماجوج ظاہر ہوں گے یہ اس قدر کثیر ہوں گے کہ ان کی پہلی جماعت بحیرۂ طبریہ پر (جس کا طول دس میل ہوگا) جب گزرے گی اس کا پانی پی کر اس طرح سوکھا دے گی کہ دوسری جماعت بعد والی جب آئے گی تو کہے گی کہ یہاں تو پانی نہ تھا فساد وقتل وغارت سے جب فرصت پائیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو قتل کر لیا آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے خدا کی قدرت کہ اُن کے تیر اُوپر سے خون آلودہ گریں گے یہ اپنی انہی حرکتوں میں مشغول ہوں گے اور وہاں پہاڑ پر حضرت عیسٰی علیہ السّلام مع اپنے ساتھیوں کے محصور ہوں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک گائے کے سر کی وہ وقعت ہوگی جو آج تمہارے نزدیک سو اشرفیوں کی نہیں اس وقت حضرت عیسٰی علیہ السّلام مع اپنے ہمراہیوں کے دُعا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کر دے گا کہ ایک دم میں وہ سب کے سب مر جائیں گے۔ ان کے مرنے کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السّلام پہاڑ سے اُتریں گے دیکھیں گے کہ تمام زمین ان کی لاشوں اور بدبُو سے بھری پڑی ہے ایک بالشت بھی زمین خالی نہیں اُس وقت حضرت عیسٰی علیہ السّلام مع اپنے ہمراہیوں کے پھر دعا کریں گے اللہ تعالیٰ ایک قسم کے پرند بھیجے گا کہ وہ ان کی لاشوں کو جہاں اللہ چاہے گا پھینک آئیں گے اور اُن کے تیر و کمان و ترکش کو مسلمان سات برس تک

جلائیں گے پھر اس کے بعد بارش ہوگی کہ زمین ہموار کر چھوڑے گی اور زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھلوں کو اُگا اور اپنی برکتیں اُگل دے اور آسمان کو حکم ہوگا کہ اپنی برکتیں انڈیل دے تو یہ حالت ہوگی کہ ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے کے سایہ میں دس آدمی بیٹھیں گے اور دُودھ میں یہ برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دُودھ جماعت کو کافی ہوگا اور ایک گائے کا دُودھ قبیلہ بھر کو اور ایک بکری کا خاندان بھر کو کفایت کرے گا (۲۵) دھواں ظاہر ہوگا جس سے زمین سے آسمان تک اندھیرا ہوجائے گا (۲۶) دابۃُ الارض کا نکلنا۔ یہ ایک جانور ہے اُس کے ہاتھ میں عصائے موسیٰ اور انگشتری سلیمان علیہ السّلام ہوگی۔ عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نشان نورانی بنائے گا اور انگشتری سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سخت سیاہ دھبا اس وقت تمام مُسلم و کافر علانیہ ظاہر ہوں گے یہ علامت کبھی نہ بدلے گی جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا (۲۷) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا۔ اس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا اس وقت کا اسلام معتبر نہیں (۲۸) وفات سیدنا عیسٰی علیہ الصلاۃ والسّلام کے ایک زمانہ کے بعد جب قیامِ قیامت کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے ایک خوشبودار ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ مُسلمان کی روح قبض ہوجائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے اور انھیں پر قیامت قائم ہوگی۔ یہ چند نشانیاں بیان کی گئیں ان میں بعض واقعہ ہوچکے اور کچھ باقی ہیں۔ جب نشانیاں پوری ہولیں گی اور مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے سے وہ خوشبودار ہوا گزرے گی جس سے تمام مسلمانوں کی وفات ہوجائے گی اس کے بعد چالیس برس کا زمانہ ایسا گزرے گا کہ اُس میں کسی کے اولاد نہ ہوگی یعنی چالیس برس سے کم عمر کا کوئی نہ رہے گا اور دُنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے۔ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا کوئی اپنی دیوار لیپتا ہوگا کوئی کھانا کھاتا ہوگا غرض لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ دفعۃً حضرت اسرافیل علیہ السّلام کو صُور پھونکنے کا حکم ہوگا شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بہت بلند ہوجائے گی لوگ کان لگا کر اُس کی آواز سُنیں گے اور بے ہوش ہوکر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے آسمان زمین پہاڑ یہاں تک کہ صور اور اسرافیل اور تمام ملائکہ فنا ہوجائیں گے اس وقت سوا اس

واحد حقیقی کے کوئی نہ ہوگا وہ **فرمائے گا** لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ **آج کس کی بادشاہت ہے** کہاں ہیں جبارین کہاں ہیں **متکبرین مگر ہے کون جو جواب دے۔ پھر خود ہی** فرمائے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ **صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے** پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کرکے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکتے ہی تمام اوّلین و آخرین ملائکہ انس و جن و حیوانات موجود ہوجائیں گے سب سے پہلے حضورِ انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم قبر مبارک سے یوں برآمد ہوں گے کہ داہنے ہاتھ میں صدیقِ اکبر کا ہاتھ بائیں ہاتھ میں فاروقِ اعظم کا ہاتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پھر مکّہ معظّمہ و مدینہ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدانِ حشر میں تشریف لے جائیں گے۔ **عقیدہ:** قیامت بے شک قائم ہوگی اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ **عقیدہ:** حشر صرف رُوح کا نہیں بلکہ رُوح و جسم دونوں کا ہے جو کہے صرف روحیں اُٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے وہ بھی کافر ہے۔ **عقیدہ:** دنیا میں جو رُوح جس جسم کے ساتھ متعلق تھی اُس کا حشر اُسی جسم میں ہوگا یہ نہیں کوئی نیا جسم پیدا کرکے اُس کے ساتھ رُوح متعلق کر دی جائے۔ **عقیدہ:** جسم کے اجزاء اگرچہ مرنے کے بعد متفرق ہوگئے اور مختلف جانوروں کی غذا ہوگئے ہوں مگر اللہ تعالیٰ ان سب اجزاء کو جمع فرما کر قیامت کے دن اُٹھائے گا قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن ننگے پاؤں ناختنہ شدہ اُٹھیں گے کوئی پیدل کوئی سوار اور ان میں بعض تنہا سوار ہوں گے اور کسی سواری پر دو کسی پر تین کسی پر چار کسی پر دس ہوں گے کافر منہ کے بل چلتا ہُوا میدانِ حشر کو جائے گا۔ کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے کسی کو آگ جمع کرے گی یہ میدانِ حشر ملک شام کی زمین پر قائم ہوگا۔ زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اس کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے اُس دن زمین تانبے کی ہوگی آفتاب ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا اس وقت کی تپش کو کون بیان کرسکتا ہے۔ اللہ پناہ میں رکھے بھیجے کھولتے ہوں گے اور اس کثرت پسینہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہوجائے گا پھر جو پسینہ زمین نہ پی سکے گی وہ اوپر چڑھے گا کسی کے ٹخنوں تک ہوگا کسی کے گھٹنوں تک کسی کے کمر کمر کسی کے سینہ کسی کے گلے تک اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثلِ لگام کے جکڑ جائے گا

جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا اس گرمی کی حالت میں پیاس کی جو کیفیت ہوگی محتاجِ بیان نہیں
زبانیں سُوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی بعضوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی دِل اُبل کر گلے کو
آجائیں گے ہر مُبتلا بقدرِ گناہ تکلیف میں مُبتلا کیا جائے گا جس نے چاندی سونے کی زکاۃ نہ
دی ہوگی اُس مال کو خوب گرم کر کے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ پر داغ کریں گے۔
جس نے جانوروں کی زکاۃ نہ دی ہوگی اُس کے جانور قیامت کے دن خوب تیار ہو کر آئیں گے
اور اُس شخص کو وہاں لٹائیں گے اور وہ جانور اپنے سینگھوں سے مارتے اور پاؤں سے روندتے
اس پر گزریں گے جب سب اسی طرح گزر جائیں گے پھر اُدھر سے واپس آکر یوہیں اس پر گزریں
گے اسی طرح کرتے رہیں گے یہاں تک کہ لوگوں کا حساب ختم ہو وعلیٰ ہذا القیاس۔ پھر باوجود
ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہ ہوگا۔ بھائی سے بھائی بھاگے گا ماں باپ اولاد سے
پیچھا چھڑائیں گے بی بی بچّے الگ جان چُرائیں گے ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار کون
کس کا مددگار ہوگا حضرت آدم علیہ السّلام کو حکم ہوگا اے آدم دوزخیوں کی جماعت الگ
کر۔ عرض کریں گے کتنے میں سے کتنے' ارشاد ہوگا ہر ہزار سے نو سو ننانوے یہ وقت وہ
ہوگا کہ بچّے مارے غم کے بُوڑھے ہو جائیں گے حمل والی کا حمل ساقط ہو جائے گا۔ یہ لوگ
ایسے دکھائی دیں گے کہ نشہ میں ہیں۔ حالانکہ نشہ میں نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بہت سخت
ہے غرض کس کس مصیبت کا بیان کیا جائے۔ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ایک دن
ہوگا قریب آدھے کے گزر چکا ہے اور ابھی تک اہلِ محشر اسی حالت میں ہیں اب آپس میں
مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی ڈھونڈنا چاہیئے کہ ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی دلائے
یہ بات مشورے سے قرار پائے گی کہ حضرت آدم علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے
وہ ہم کو اس مصیبت سے نجات دلائیں گے غرض اُفتاں و خیزاں اُن کے پاس حاضر ہوں گے
اور عرض کریں گے اے آدم آپ ابو البشر ہیں اللہ عزّوجلّ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت
سے بنایا اور اپنی چُنی ہوئی روح اس میں ڈالی اور ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور جنّت میں
آپ کو رکھا تمام چیزوں کے نام آپ کو سکھائے آپ کو صفی کیا، آپ دیکھتے نہیں کہ ہم
کس حالت میں ہیں آپ ہماری شفاعت کیجیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے نجات دے

فرمائیں گے میرا یہ مرتبہ نہیں مجھے آج اپنی جان کی فکر ہے آج ربّ عزّوجلّ نے ایسا غضب
فرمایا ہے کہ نہ پہلے کبھی ایسا غضب فرمایا نہ آئندہ فرمائے تم کسی اور کے پاس جاؤ لوگ عرض
کریں گے آخر کس کے پاس ہم جائیں۔ فرمائیں گے نُوح کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے رسول ہیں کہ
زمین پر ہدایت کے لئے بھیجے گئے لوگ اُسی حالت میں حضرت نُوح علیہ السّلام کی خدمت
حاضر ہوں گے اور اُن کے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے کہ آپ اپنے ربّ کے حضور ہماری
شفاعت کیجیئے کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ میں اس لائق نہیں
مجھے اپنی پڑی ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ عرض کریں گے کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں
فرمائیں گے تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے مرتبۂ خلّت سے سرفراز
فرمایا ہے لوگ یہاں حاضر ہوں گے وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس کے قابل نہیں مجھے
اپنا اندیشہ ہے مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں بھیجیں گے وہاں سے
بھی وہی جواب ملے گا پھر موسیٰ علیہ السّلام حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسّلام کے پاس بھیجیں گے
وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میرے کرنے کا یہ کام نہیں۔ آج میرے ربّ نے وہ غضب فرمایا ہے کہ
ایسا نہ کبھی فرمایا نہ فرمائے مجھے اپنی جان کا ڈر ہے تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ لوگ عرض کریں
گے آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے فرمائیں گے تُم اُن کے حُضور حاضر ہوں جن کے ہاتھ پر فتح
رکھی گئی ہو جو آج بے خوف ہیں اور تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں، تم محمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم
کی خدمت میں حاضر ہو وہ خاتم النبیین ہیں وہ آج تمہاری شفاعت فرمائیں گے اُنھیں کے
حُضور حاضر ہو وہ یہاں تشریف فرما ہیں۔ اب لوگ پھرتے پھراتے ٹھوکریں کھاتے روتے چلّاتے
دُہائی دیتے حاضرِ دربارِ بے کس پناہ ہو کر عرض کریں گے اے محمد اے اللہ کے نبی حُضور کے ہاتھ
پر اللہ عزّوجلّ نے فتح باب رکھا ہے آج حضور مطمئن ہیں ان کے علاوہ اور بہت سے فضائل
بیان کر کے عرض کریں گے حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس مصیبت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے حضور
بارگاہِ خداوندی میں ہماری شفاعت فرمائیں اور ہم کو اس آفت سے نجات دلوائیں جواب میں
ارشاد فرمائیں گے اَنَالَھَا میں اس کام کے لئے ہوں اَنَاصَاحِبُکُمْ میں ہی وہ ہوں جسے تم تمام جگہ
ڈھونڈ آئے یہ فرما کر بارگاہِ عزّت میں حاضر ہوں گے اور سجدہ کریں گے ارشاد ہوگا یا مُحَمَّدُ

اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ اے محمد سر اُٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سُنی جائے گی اور مانگو جو کچھ مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہے دوسری روایت میں ہے وَقُلْ تُطَعْ فرماؤ تمہاری اطاعت کی جائے پھر تو شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم بھی ایمان ہو گا اس کے لئے بھی شفاعت فرما کر اُسے جہنّم سے نکالیں گے یہاں تک کہ جو سچّے دل سے مسلمان ہوا اگرچہ اُس کے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے اسے بھی دوزخ سے نکالیں گے اب تمام انبیاء اپنی اُمّت کی شفاعت فرمائیں گے اولیائے کرام شہداء علماء حفّاظ حجّاج بلکہ ہر وہ شخص جس کو کوئی منصب دینی عنایت ہوا اپنے اپنے متعلّقین کی شفاعت کرے گا نابالغ بچّے جو مر گئے ہیں اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے یہاں تک کہ علماء کے پاس کچھ لوگ آکر عرض کریں گے ہم نے آپ کے وضو کے لئے فلاں وقت میں پانی بھر دیا تھا کوئی کہے گا کہ میں نے آپ کو استنجے کے لئے ڈھیلا دیا تھا علماء ان کی بھی شفاعت کریں گے۔ عقیدہ : حساب حق ہے اعمال کا حساب ہونے والا ہے عقیدہ : حساب کا منکر کافر ہے کسی سے تو اس طرح حساب لیا جائے گا کہ خفیۃً اُس سے پوچھا جائے گا تُو نے یہ کیا اور یہ کیا عرض کرے گا ہاں اے رب یہاں تک کہ تمام گناہوں کا اقرار لے لے گا اب یہ اپنے دِل میں سمجھے گا کہ اب گئے۔ فرمائے گا کہ ہم نے دُنیا میں تیرے عیب چھپائے اور اب بخشتے ہیں اور کسی سے سختی کے ساتھ ایک ایک بات کی بازپُرس ہوگی جس سے یوں سوال ہُوا وُہ ہلاک ہوا۔ کسی سے فرمائے گا اے فلاں کیا میں نے تجھے عزّت نہ دی تجھے سردار نہ بنایا اور تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کو مسخّر نہ کیا ان کے علاوہ نعمتیں یاد دلائے گا عرض کرے گا ہاں تُو نے سب کچھ دیا تھا پھر فرمائے گا تو کیا تیرا خیال تھا کہ مجھ سے ملنا ہے عرض کرے گا کہ نہیں فرمائے گا تو جیسے تُو نے ہمیں یاد نہ کیا ہم بھی تجھے عذاب میں چھوڑتے ہیں بعض کافر ایسے بھی ہوں گے کہ جب نعمتیں یاد دلا کر فرمائے گا کہ تُو نے کیا کیا عرض کرے گا تجھ پر اور تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا نماز پڑھی روزے رکھے صدقہ دیا اور ان کے علاوہ جہاں تک ہو سکے گا نیک کاموں کا ذکر کر جائے گا ارشاد ہو گا تو اچھّا تو ٹھہر جا تجھ پر گواہ پیش کئے جائیں گے یہ اپنے جی میں سوچے گا مجھ پر کون گواہی دے گا اُس وقت اس

کے مُنہ پر مہر کر دی جائے گی اور اعضاء کو حکم ہو گا بول چلو اُس وقت اس کی ران اور ہاتھ پاؤں گوشت پوست ہڈیاں سب گواہی دیں گے کہ یہ تو ایسا تھا ایسا تھا وہ جہنّم میں ڈال دیا جائے گا نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا میری اُمّت سے ستّر ہزار بے حساب جنّت میں داخل ہوں گے اور ان کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستّر ہزار ربّ عزّوجل ان کے ساتھ تین جماعتیں اور دے گا معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے ہوں گے اس کا شمار وہی جانے تہجّد پڑھنے والے بلا حساب جنّت میں جائیں گے اس اُمّت میں وہ شخص بھی ہو گا جس کے ننانوے دفتر گناہوں کے ہوں گے اور ہر دفتر اتنا ہو گا جہاں تک نگاہ پہنچے وہ سب کھولے جائیں گے ربّ عزّوجل فرمائے گا ان میں سے کسی امر کا تجھے انکار تو نہیں ہے میرے فرشتوں کراماً کاتبین نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا عرض کرے گا نہیں اے رب۔ پھر فرمائے گا تیرے پاس کوئی عذر ہے عرض کرے گا نہیں اے رب۔ فرمائے گا تیری ایک نیکی ہمارے حضور میں ہے اور تجھ پر آج ظلم نہ ہو گا اس وقت ایک پرچہ جس میں اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہو گا نکالا جائے گا اور حکم ہو گا جا تُلوا۔ عرض کرے گا اے رب یہ پرچہ ان دفتروں کے سامنے کیا ہے؛ فرمائے گا تجھ پر ظلم نہ ہو گا۔ پھر ایک پلّے پر یہ سب دفتر رکھے جائیں گے اور ایک میں وُہ اور وُہ پرچہ ان دفتروں سے بھاری ہو جائے گا. بالجملہ اس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں عقیدہ : قیامت کے دِن ہر شخص کو اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ نیکوں کے دہنے ہاتھ میں اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں۔ کافر کا سینہ توڑ کر اُس کا بایاں ہاتھ اُس سے پسِ پشت نکال کر پیٹھ کے نیچے دیا جائے گا عقیدہ : حوضِ کوثر کہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو مرحمت ہوا حق ہے اس حوض کی مسافت ایک مہینہ کی راہ ہے اس کے کناروں پر موتی کے قبّے ہیں چاروں گوشے برابر یعنی زاویہ قائمہ ہیں اس کی مٹّی نہایت خوشبودار مُشک کی ہے اُس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا اور مُشک سے زیادہ پاکیزہ اور اُس کے برتن گنتی میں ستاروں سے بھی زیادہ ہوں گے۔ جو اُس کا پانی پیے گا کبھی پیاسا نہ ہو گا اس میں جنّت سے دو پرنالے ہر وقت گرتے ہیں ایک سونے کا دوسرا چاندی کا۔ عقیدہ : میزان حق ہے اس پر لوگوں کے اعمال نیک و بد تولے جائیں گے نیکی کا پلّہ بھاری ہونے کے یہ معنی ہیں کہ

اوپر اُٹھے دنیا کا سا معاملہ نہیں کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے کو جھکتا ہے۔ حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اللہ عزوجل مقامِ محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اوّلین و آخرین حضور کی حمد و ستائش کریں گے۔ عقیدہ: حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کو "لواء الحمد" کہتے ہیں تمام مومنین حضرت آدم علیہ السّلام سے آخر تک سب اسی کے نیچے ہوں گے۔ عقیدہ: صراط حق ہے یہ ایک پل ہے کہ جہنّم کی پُشت پر نصب کیا جائے گا بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جنّت میں جانے کا یہی راستہ ہے سب سے پہلے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم گزر فرمائیں گے پھر اور انبیاء و مُرسلین پھر یہ اُمّت پھر اور اُمّتیں گزریں گی اور حسبِ اختلاف اعمال پُل صراط پر لوگ مختلف طرح سے گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہوگیا اور بعض تیز ہوا کی طرح کوئی ایسے جیسے پرندہ اُڑتا ہے اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے یہاں تک کہ بعض شخص سُرین پر گھسیٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال جائے گا اور پُل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے (اللہ ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہوں گے) لٹکتے ہوں گے جس شخص کے بارے میں حُکم ہوگا اُسے پکڑ لیں گے مگر بعض تو زخمی ہوکر نجات پاجائیں گے اور بعض کو جہنّم میں گرا دیں گے اور یہ ہلاک ہوا۔ یہ تمام اہلِ محشر تو پل پر سے گزرنے میں مشغول مگر وہ بے گناہ گناہ گاروں کا شفیع پُل کے کنارے کھڑا بہ کمال گریہ وزاری اپنی اُمّتِ عاصی کی نجات کی فکر میں اپنے رب سے دُعا کر رہا ہے رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ الٰہی ان گناہگاروں کو بچالے بچالے اور ایک اسی جگہ کیا حُضور اُس دن تمام مواطن میں دورہ فرماتے رہیں گے کبھی میزان پر تشریف لے جائیں گے۔ اور فوراً ہی دیکھو تو حوضِ کوثر پر جلوہ فرما ہیں پیاسوں کو سیراب فرما رہے ہیں اور وہاں سے پُل پر رونق افروز ہوئے اور گرتوں کو بچایا غرض ہر جگہ انھیں کی دوہائی ہر شخص اُنھیں کو پکارتا انھیں سے فریاد کرتا ہے اور اُن کے سوا کس کو پکارے گا کہ ہر ایک تو اپنی فکر میں ہے دوسروں کو کیا پُوچھے صرف ایک یہی ہیں جنھیں اپنی فکر نہیں اور تمام عالم کا بار اُن کے ذمّے صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم اَللّٰھُمَّ نَجِّنَا مِنْ اَھْوَالِ الْمَحْشَرِ بِجَاہِ ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ اٰمِیْن

یہ قیامت کا دن کہ حقیقۃً قیامت کا دن ہے جو پچاس ہزار برس کا دن ہوگا جس کے مصائب بے شمار ہوں گے مولا عزّوجل کے جو خاص بندے ہیں اُن کے لئے اتنا ہلکا کردیا جائے گا کہ معلوم ہوگا کہ اس میں اتنا وقت صرف ہُوا جتنا ایک وقت کی نماز فرض میں صرف ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی کم یہاں تک کہ بعضوں کے لئے تو پلک جھپکنے میں سارا دن طے ہوجائے گا وَمَآ اَمْرُ السَّاعَۃِ اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ ھُوَ اَقْرَبُ قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے پلک جھپکنا بلکہ اس سے بھی کم سب سے اعظم واعلیٰ جو مسلمانوں کو اس روز نعمت ملے گی وہ اللہ عزوجل کا دیدار ہے کہ اس نعمت کے برابر کوئی نعمت نہیں جسے ایک بار دیدار میسّر ہوگا ہمیشہ ہمیشہ اُس کے ذوق میں مستغرق رہے گا کبھی نہ بھولے گا اور سب سے پہلے دیدارِ الٰہی حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو ہوگا۔ یہاں تک تو حشر کے اہوال و احوال مختصراً بیان کئے گئے ان تمام مرحلوں کے بعد اب اُسے ہمیشگی کے گھر میں جانا ہے۔ کسی کو آرام کا گھر ملے گا جس کی آسائش کی کوئی انتہا نہیں اس کو جنّت کہتے ہیں یا تکلیف کے گھر جانا پڑے جس کی تکلیف کی کوئی حد نہیں اُسے جہنّم کہتے ہیں۔ عقیدہ: جنّت و دوزخ حق ہیں ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ عقیدہ: جنّت و دوزخ کو بنے ہوئے ہزارہا سال ہوئے اور وہ اب موجود ہیں یہ نہیں کہ اس وقت تک مخلوق نہ ہوئیں قیامت کے دن بنائی جائیں گی۔ عقیدہ: قیامت، حشر ونشر، حساب، ثواب و عذاب اور جنّت و دوزخ سب کے وُہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے مگر ان کے نئے معنی گھڑے (مثلاً ثواب کے معنی اپنی نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا یا حشر فقط روحوں کا ہونا) وہ حقیقۃً ان چیزوں کا منکر ہے اور ایسا شخص کافر ہے۔ اب جنّت و دوزخ کی مختصر کیفیت بیان کی جاتی ہے۔

جنّت کا بیان

جنّت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے بنایا ہے اس میں وہ نعمتیں

مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا نہ کسی[1] آدمی کے تصوّر میں آئیں جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے سمجھانے کے لئے ورنہ دنیا کی اعلیٰ[2] سے اعلیٰ شے کو جنّت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں، ایک روایت میں ہے کہ اگر حور (جنّتی عورت) اپنی ہتھیلی زمین و آسمان کے درمیان نکالے تو اُس کے حسن کی وجہ سے خلائق فتنہ میں پڑ جائیں اور اگر اپنا دوپٹہ ظاہر کرے تو اس کی خوبصورتی کے آگے آفتاب ایسا ہو جائے جیسے آفتاب کے سامنے چراغ اور اگر جنّت کی کوئی ناخن بھر چیز دُنیا میں ظاہر ہو تو تمام آسمان و زمین اس سے آراستہ ہو جائیں۔ جنّت کتنی وسیع ہے اس کو اللہ و رسول ہی جانیں۔ اجمالی بیان یہ ہے کہ اس میں سَو درجے ہیں ہر دو درجوں میں وہ مسافت ہے جو آسمان و زمین کے درمیان ہے رہا یہ کہ خود اس درجہ کی کیا مسافت ہے اس کے متعلق کوئی بھی روایت خیال میں نہیں البتہ ایک حدیث ترمذی کی یہ ہے کہ اگر تمام عالم ایک درجہ میں جمع ہو تو سب کے لئے وسیع ہے جنّت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سو برس تک تیز گھوڑے پر سوار چلتا رہے اور ختم نہ ہو، جنّت کے دروازے اتنے وسیع ہوں گے کہ ایک بازو سے دوسرے تک تیز گھوڑے کی ستّر برس کی راہ ہوگی پھر بھی جانے والوں کی وہ کثرت ہوگی کہ کندھے سے کندھا چھلتا ہوگا بلکہ بھیڑ کی وجہ سے دروازہ چرچرانے لگے گا اس میں قسم قسم کے جواہر کے محل میں ایسے صاف و شفاف کہ اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے، جنّت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مُشک کے گارے سے بنی ہیں ایک اینٹ سونے کی ایک چاندی کی زمین زعفران کی کنکریوں کی جگہ موتی اور یاقوت۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنّتِ عدن کی ایک اینٹ سفید موتی کی ہے ایک یاقوت سرخ کی ایک زبرجد سبز کی اور مُشک کا گارا ہے اور گھاس کی جگہ زعفران ہے موتی کی کنکریاں عنبر کی مٹی، جنّت میں ایک ایک موتی کا خیمہ

---

[1] یعنی دیکھے بغیر ورنہ دیکھ کر تو آپ ہی جانیں گے جنھوں نے حالتِ حیاتِ دنیوی ہی میں مشاہدہ فرمایا وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یعنی سرے سے یہ حکم انھیں شامل ہی نہیں علی الخصوص صاحبِ معراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

[2] کعبہ معظمہ جنّت سے اعلیٰ ہے اور تربتِ اطہر حضورِ انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تو کعبہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے مگر یہ دنیا کی چیزیں نہیں۔ ۱۲ منہ

ہوگا جس کی بلندی ساٹھ میل ہوگی، جنّت میں چار دریا ہیں ایک پانی کا دوسرا دُودھ کا تیسرا شہد کا چوتھا شراب کا پھر ان سے نہریں نکل کر ہر ایک مکان میں جارہی ہیں وہاں کی نہریں زمین کھود کر نہیں بہتیں بلکہ زمین کے اوپر اوپر رواں ہیں نہروں کا ایک کنارہ موتی کا دوسرا یاقوت کا اور نہروں کی زمین خالص مُشک کی وہاں کی شراب دنیا کی سی نہیں جس میں بدبُو اور کڑواہٹ اور نشہ ہوتا ہے اور پینے والے بے عقل ہو جاتے ہیں آپے سے باہر ہو کر بیہودہ بکتے ہیں وہ پاک شراب اِن سب باتوں سے پاک و منزہ ہے جنّتیوں کو جنّت میں ہر قسم کے لذیذ سے لذیذ کھانے ملیں گے جو چاہیں گے فوراً ان کے سامنے موجود ہوگا اگر کسی پرند کو دیکھ کر اس کے گوشت کھانے کو جی ہو تو اُسی وقت بُھنا ہوا گوشت اُن کے پاس آجائے گا اگر پانی وغیرہ کی خواہش ہو تو کوزے خود ہاتھ میں آجائیں گے ان میں ٹھیک اندازے کے موافق پانی دُودھ شراب شہد ہوگا کہ ان کی خواہش سے ایک قطرہ کم نہ زیادہ بعد پینے کے خود بخود جہاں سے آئے تھے چلے جائیں گے وہاں نجاست گندگی پاخانہ پیشاب تھوک رینٹھ کان کا میل بدن کا میل اصلاً نہ ہوں گے، ایک خوشبودار فرحت بخش ڈکار آئے گی۔ خوشبودار فرحت بخش پسینہ نکلے گا سب کھانا ہضم ہو جائے گا اور ڈکار اور پسینے سے مُشک کی خوشبو نکلے گی ہر شخص کو سَو آدمیوں کے کھانے پینے جماع کی طاقت دی جائے گی ہر وقت زبان سے تسبیح و تکبیر بہ قصد اور بلا قصد مثل سانس کے جاری ہوگی کم سے کم ہر شخص کے سرہانے دس ہزار خادم کھڑے ہوں گے خادموں میں ہر ایک کے ایک ہاتھ میں چاندی کا پیالہ ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں سونے کا اور ہر پیالے میں نئے نئے رنگ کی نعمت ہوگی جتنا کھاتا جائے گا لذت میں کمی نہ ہوگی بلکہ زیادتی ہوگی ہر نوالے میں ستّر مزے ہوں گے ہر مزہ دوسرے سے ممتاز وہ معاً محسوس ہوں گے ایک کا احساس دوسرے سے مانع نہ ہوگا جنّتیوں کے نہ لباس پُرانے پڑیں گے نہ ان کی جوانی فنا ہوگی۔ پہلا گروہ جو جنّت میں جائے گا ان کے چہرے ایسے روشن ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند اور دوسرا گروہ جیسے کوئی نہایت روشن ستارہ جنّتی سب ایک دل ہوں گے ان کے درمیان کوئی اختلاف و بغض نہ ہوگا ان میں ہر ایک کو حورعین میں سے کم از کم دو بیبیاں ایسی ملیں گی کہ

ستر ستر جوڑے پہنے ہوں گی پھر بھی ان لباسوں اور گوشت کے باہر سے ان کی پنڈلیوں کا مغز دکھائی دے گا جیسے سفید شیشے میں سُرخ شراب دکھائی دیتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل نے انھیں یاقوت سے تشبیہ دی اور یاقوت میں سوراخ کرکے اگر ڈورا ڈالا جائے تو ضرور باہر سے دکھائی دے گا۔ آدمی اپنے چہرے کو اُس کے رُخسار میں آئینہ سے بھی صاف دیکھے گا اور اس پر ادنیٰ درجے کا جو موتی ہوگا وہ ایسا ہوگا کہ مشرق سے مغرب تک روشن کر دے اور ایک روایت میں ہے کہ مرد اپنا ہاتھ اس کے شانوں کے درمیان رکھے گا تو سینہ کی طرف سے کپڑے اور جلد اور گوشت کے باہر سے دکھائی دے گا اگر جنّت کا کپڑا دنیا میں پہنا جائے تو جو دیکھے بے ہوش ہو جائے اور لوگوں کی نگاہیں اس کا تحمل نہ کر سکیں۔ مرد جب اُس کے پاس جائے گا اُسے ہر بار کنواری پائے گا مگر اس کی وجہ سے مرد و عورت کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اگر کوئی حور سمندر میں تھوک دے تو اس کے تھوک کی شیرینی کی وجہ سے سمندر شیریں ہو جائے اور ایک روایت ہے کہ اگر جنّت کی عورت سات سمندروں میں تھوکے تو شہد سے زیادہ شیریں ہو جائے جب کوئی بندہ جنّت میں جائے گا تو اس کے سرہانے اور پائنتی میں دو حوریں نہایت اچھی آواز سے گائیں گی مگر ان کا گانا یہ شیطانی مزامیر نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی حمد و پاکی ہوگا وہ ایسی خوش گلو ہوں گی کہ مخلوق نے ویسی آواز کبھی نہ سُنی ہوگی اور یہ بھی گائیں گی کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں کبھی نہ مریں گے ہم چین والیاں ہیں، کبھی تکلیف میں نہ پڑیں گے ہم راضی ہیں ناراض نہ ہوں گے مبارک ہو اُس کے لئے جو ہمارا اور ہم اُس کے ہوں سر اور پلکوں اور بھوؤں کے سوا جنّتی کے بدن پر کہیں بال نہ ہوں گے، سب بے ریش ہوں گے سرگیں آنکھیں تیس برس کی عمر کے معلوم ہوں گے کبھی اس سے زیادہ معلوم نہ ہوں گے۔ ادنیٰ جنّتی کے لئے اسّی ہزار خادم اور بہتر بیبیاں ہوں گی اور اُن کو ایسے تاج ملیں گے کہ اُن کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کے درمیان روشن کر دے، اور اگر مسلمان اولاد کی خواہش کرے تو اُس کا حمل اور وضع اور پوری عمر (یعنی تیس ماہ کی) خواہش کرتے ہی ایک ساعت ہو جائے گی جنّت میں نیند نہیں کہ نیند ایک قسم کی موت ہے اور جنّت میں موت نہیں جنّتی جنّت میں جائیں گے ہر ایک اپنے اعمال کی مقدار سے مرتبہ پائے گا اور اس کے فضل کی حد

نہیں پھر انھیں دنیا کی ایک ہفتہ کی مقدار کے بعد اجازت دی جائے گی کہ اپنے پروردگار عزوجل کی زیارت کریں اور عرشِ الٰہی ظاہر ہوگا اور رب عزوجل جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلّی فرمائے گا اور جنّتیوں کے لئے منبر بچھائے جائیں گے نور کے منبر۔ موتی کے منبر۔ یاقوت کے منبر۔ زبرجد کے منبر۔ سونے کے منبر۔ چاندی کے منبر اور ان میں سے ادنیٰ مشک و کافور کے ٹیلے پر بیٹھے گا اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں اپنے گمان میں کرسی والوں کو کچھ اپنے سے بڑھ کر نہ سمجھیں گے اور خدا کا دیدار ایسا صاف ہوگا جیسے آفتاب اور چودھویں رات کے چاند کو ہر ایک کو اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے لئے مانع نہیں اور اللہ عزوجل ہر ایک پر تجلّی فرمائے گا ان میں سے کسی کو فرمائے گا ہاں میری مغفرت کی وسعت ہی کی وجہ سے تو اس مرتبہ کو پہنچا وہ سب اسی حالت میں ہوں گے کہ ابر چھائے گا اور ان پر خوشبو برسائے گا کہ اس کی سی خوشبو اُن لوگوں نے کبھی نہ پائی تھی اور اللہ عزوجل فرمائے گا کہ جاؤ اس کی طرف جو میں نے تمہارے لئے عزّت تیار کر رکھی ہے جو چاہو لو پھر لوگ ایک بازار میں جائیں گے جسے ملائکہ گھیرے ہوئے ہیں اس میں وہ چیزیں ہوں گی کہ ان کی مثل نہ آنکھوں نے دیکھی نہ کانوں نے سُنی نہ قلوب پر ان کا خطرہ گزرا اس میں سے جو چیز چاہیں گے ان کے ساتھ کر دی جائے گی اور خرید و فروخت نہ ہوگی اور جنّتی اس بازار میں باہم ملیں گے چھوٹے مرتبہ والا بڑے مرتبے والے کو دیکھے گا اس کا لباس پسند کرے گا ہنوز گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ خیال آئے گا میرا لباس اُس سے اچھا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جنّت میں کسی کے لئے غم نہیں پھر وہاں سے اپنے اپنے مکانوں کو واپس آئیں گے ان کی بیبیاں استقبال کریں گی اور مبارک باد دے کر کہیں گی کہ آپ واپس ہوئے اور آپ کا جمال اس سے بہت زائد ہے کہ ہمارے پاس سے آپ گئے تھے جواب دیں گے کہ پروردگار جبّار کے حضور بیٹھنا نصیب ہوا تو ہمیں ایسا ہی ہو جانا چاہیئے سزاوار تھا جنّتی باہم ملنا چاہیں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس چلا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے پاس نہایت اعلیٰ درجہ کی سواریاں اور گھوڑے لائے جائیں گے اور ان پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے جائیں گے سب سے کم درجہ جنّتی

کے باغات اور بیبیاں اور نعیم و خدّام اور تخت ہزار برس کی مسافت تک ہوں گے اور ان میں اللہ عزوجل کے نزدیک سب میں معزز وُہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجہ کریم کے دیدار سے ہر صبح و شام مشرف ہوگا۔ جب جنتی جنت میں جالیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا کچھ اور چاہتے ہو جو تم کو دُوں عرض کریں گے تُو نے ہمارے روز روشن کئے جنت میں داخل کیا جہنم سے نجات دی اس وقت پردہ کہ مخلوق پر تھا اُٹھ جائے گا۔ تو دیدارِ الٰہی سے بڑھ کر انھیں کوئی چیز نہ ملی ہوگی۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا زِیَارَۃَ وَجْهِكَ الْكَرِیْمِ بِجَاهِ حَبِیْبِكَ الرَّؤُوْفِ الرَّحِیْمِ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اٰمین ۔

دوزخ کا بیان

یہ ایک مکان ہے کہ اس قہار و جبار کے جلال و قہر کا مظہر ہے جس طرح اس کی رحمت و نعمت کی انتہا نہیں کہ انسانی خیالات تصورات میں آسکیں اسی طرح اس کے غضب و قہر کی کوئی حد نہیں قرآن مجید و احادیث میں جو اس کی سختیاں مذکور ہیں ان میں سے کچھ اجمالاً بیان کرتا ہوں کہ مسلمان دیکھیں اور اس سے پناہ مانگیں اور اُن اعمال سے بچیں جن کی جزا جہنم ہے حدیث میں ہے کہ جو بندہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے جہنم کہتا ہے اے رب یہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو اُس کو پناہ دے قرآن مجید میں بکثرت ارشاد ہوا کہ جہنم سے بچو۔ دوزخ سے ڈرو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو سکھانے کے لئے کثرت کے ساتھ اس سے پناہ مانگتے جہنم کے شرارے (پھول) اونچے اونچے محلوں کی برابر اُڑیں گے اور مسلسل آتے رہیں گے آدمی اور پتھر اس کا ایندھن ہے۔ دنیا کی آگ اُس آگ کے ستّر جزوں میں سے ایک جز ہے جس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہوگا اُسے آگ کی جوتیاں پہنا دی جائیں گی جس سے اس کا دماغ ایسا کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے۔ وُہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے سب سے ہلکے درجے کا جس پر عذاب ہوگا اس سے اللہ عزوجل پوچھے گا کہ اگر ساری زمین تیری ہوجائے تو کیا اس عذاب سے بچنے کے لئے تو سب فدیہ میں دے دے گا عرض کرے گا۔ ہاں فرمائے گا کہ جب تو پُشتِ آدم میں تھا تو ہم نے اس سے بہت آسان

چیز کا حکم دیا تھا کہ کفر نہ کرنا مگر تُو نے نہ مانا جہنم کی آگ ہزار برس تک دھکائی گئی یہاں تک کہ سُرخ ہوگئی پھر ہزار برس دھکائی گئی اور یہاں تک کہ سفید ہوگئی پھر ہزار برس دھکائی گئی یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی تو اب وہ نری سیاہ ہے جس میں روشنی کا نام نہیں جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قسم کھا کر عرض کی کہ اگر جہنم سے سُوئی کے ناکے کی برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے اس کی گرمی سے مرجائیں اور قسم کھا کر کہا کہ اگر جہنم کا داروغہ اہل دنیا پر ظاہر ہو تو زمین کے تمام رہنے والے اس کی ہیبت سے مرجائیں اور بقسم بیان کیا کہ اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کانپنے لگیں اور انھیں قرار نہ ہو یہاں تک کہ نیچے کی زمین تک دھنس جائیں یہ دنیا کی آگ (جس کی گرمی اور تیزی سے کون واقف نہیں کہ بعض موسم میں تو اس کے قریب جانا شاق ہوتا ہے پھر بھی یہ آگ) خدا سے دعا کرتی ہے کہ اسے جہنم میں پھر نہ لے جائے مگر تعجب ہے انسان سے کہ جہنم میں جانے کا کام کرتا ہے کہ اس آگ سے نہیں ڈرتا جس سے آگ بھی ڈرتی اور پناہ مانگتی ہے دوزخ کی گہرائی کو خدا ہی جانے کہ کتنی گہری ہے حدیث میں ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے تو ستر برس میں بھی تہ تک نہ پہنچے گی۔ اور اگر انسان کے سر برابر سیسہ کا گولا آسمان سے زمین کو پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچے گا حالانکہ یہ پانسو برس کی راہ ہے پھر اس میں مختلف طبقات اور کنوئیں ہیں بعض وادیاں ایسی ہیں کہ جہنم بھی ہر روز ستّر مرتبہ یا زیادہ ان سے پناہ مانگتا ہے یہ خود اس مقام کی حالت ہے اگر اس میں اور کچھ عذاب نہ ہوتا یہی کیا کم تھا مگر کفّار کی سرزنش کے لئے اور طرح طرح کے عذاب تیار کئے فرشتے لوہے کے ایسے بھاری گرزوں سے ماریں گے کہ اگر کوئی گرز زمین پر رکھ دیا جائے تو تمام جن و انس جمع ہو کر اس کو اُٹھا نہیں سکتے۔ بختی[1] اونٹ کی گردن برابر بچھو اور اللہ جانے کس قدر بڑے سانپ کہ اگر ایک مرتبہ کاٹ لیں تو اس کی سوزش، درد، بے چینی ہزار برس تک رہے تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ کی مثل سخت کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ مُنہ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی سر پر گرم پانی بہایا جائے گا جہنمیوں

[1] ایک قسم کے اونٹ ہیں جو سب اونٹوں سے بڑے ہوتے ہیں۔

کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی خاردار تھوڑ کھانے کو دیا جائے گا وہ ایسا ہوگا کہ اس کا ایک قطرہ دنیا میں آئے تو اس کی سوزش اور بدبُو تمام اہلِ دنیا کی معیشت برباد کردے اور وہ گلے میں جاکر پھندا ڈالے گا اُس کے اُتارنے کے لئے پانی مانگیں گے ان کو وہ کھولتا پانی دیا جائے گا کہ مُنہ کے قریب آتے ہی منہ کی ساری کھال گل کر اس میں گر پڑے گی اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا اور وہ شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی پیاس اس بلا کی ہوگی کہ اس پانی پر ایسے گریں گے جیسے شدید پیاسے اونٹ، پھر کفار جان سے عاجز آکر باہم مشورہ کرکے مالک علیہ الصّلاۃ والسّلام داروغۂ جہنّم کو پکاریں گے اے مالک (علیہ الصّلاۃ والسّلام) تیرا رب ہمارا قصّہ تمام کردے۔ مالک علیہ الصّلاۃ والسّلام ہزار برس تک جواب نہ دیں گے ہزار برس کے بعد فرمائیں گے مُجھ سے کیا کہتے ہو اس کو کہو جس کی نافرمانی کی ہے ہزار برس تک رب العزّت کو اس کی رحمت کے ناموں سے پکاریں گے وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا اس کے بعد فرمائے گا تو یہ فرمائے گا "دُور ہو جاؤ جہنّم میں پڑے رہو مجھ سے بات نہ کرو" اس وقت کفار ہر قسم کی خیر سے نا اُمید ہو جائیں گے اور گدھے کی آواز کی طرح چلّا کر روئیں گے ابتداً آنسو نکلیں گے جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون روئیں گے روتے روتے گالوں میں خندقوں کی مثل گڑھے پڑ جائیں گے رونے کا خون اور پیپ اس قدر ہوگا کہ اگر اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں جہنّمیوں کی شکلیں ایسی کریہہ ہوں گی کہ اگر دنیا میں کوئی جہنمی اسی صُورت پر لایا جائے تو تمام لوگ اس کی بدصورتی اور بدبُو کی وجہ سے مرجائیں اور ان کا جسم اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ ایک شانہ سے دوسرے تک تیز سوار کے لئے تین دن کی راہ ہے ایک ایک داڑھ اُحد کے پہاڑ کے برابر ہوگی کھال کی موٹائی بیالیس ہاتھ کی ہوگی زبان ایک کوس دو کوس تک منہ سے باہر گھسٹتی ہوگی کہ لوگ اس کو روندیں گے بیٹھنے کی جگہ اتنی ہوگی جیسے مکّہ سے مدینہ تک اور وہ جہنّم میں منہ سکوڑے ہوں گے کہ اوپر کا ہونٹ سمٹ کر بیچ سر کو پہنچ جائے گا اور نیچے کا لٹک کر ناف کو آلگے گا۔
ان مضامین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی شکل جہنّم میں انسانی شکل نہ ہوگی کہ یہ شکل احسن التقویم ہے اور یہ اللہ عزوجل کو محبوب ہے کہ اس کے محبوب کی شکل سے مشابہ آگ ہے بلکہ جہنّمیوں

کا وہ حُلیہ ہے جو اوپر مذکور ہُوا۔ پھر آخر میں کفار کے لئے یہ ہوگا کہ اس کے قد برابر آگ کے صندوق میں بند کریں گے۔ پھر اس میں آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قفل لگایا جائے گا پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور ان دونوں کے درمیان آگ جلائی جائے گی اور اس میں آگ کا قفل لگایا جائے گا پھر اسی طرح اس کو ایک صندق میں رکھ کر اور آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا تو اب ہر کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور اب ہمیشہ اس کے لئے عذاب ہے جب سب جنتی جنّت میں داخل ہو لیں گے اور جہنّم میں صرف وہی رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ کے لئے اس میں رہنا ہے اس وقت جنت اور دوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لاکر کھڑا کریں گے پھر منادی جنّت والوں کو پُکارے گا وہ دوڑتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حُکم ہو پھر جہنّمیوں کو پُکارے گا وہ خوش ہوتے ہوئے جھانکیں گے کہ شاید اس مصیبت سے رہائی ہو جائے پھر ان سب سے پوچھا جائے کہ اسے پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں یہ موت ہے وہ ذبح کر دی جائے گی اور کہے گا اے اہلِ جنّت ہمیشگی ہے اب مرنا نہیں اور اے اہلِ نار ہمیشگی ہے اب موت نہیں اس وقت ان کے لئے خوشی ہے اور ان کے لئے غم بالائے غم نَسْاَلُ اللہَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

ایمان وکفر کا بیان

ایمان اِسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین ہیں۔ اور کسی ایک ضرورتِ دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں۔ اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ ضروریاتِ دین وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں۔ جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیاء کی نبوت، جنّت و نار، حشر و نشر وغیرہا۔ مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم خاتم النّبیّین ہیں حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا عوام سے مُراد وہ مسلمان ہیں جو طبقہ علماء میں شریک گئے جاتے ہوں۔ مگر علماء کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور

مسائلِ علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں۔ نہ وہ کہ کور وجاہل اور جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے کہ ایسے لوگوں کا ضروریاتِ دین سے ناواقف ہونا اس ضروری کو غیر ضروری نہ کردے گا۔ البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لیئے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں۔ اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے ان سب پر اجمالاً ایمان لائے ہوں۔ **عقیدہ**: اصل ایمان صرف تصدیق کا نام ہے۔ اعمالِ بدن تو اصلاً جزوِ ایمان نہیں رہا اقرار اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کو اظہار کا موقع نہ ملا تو عنداللہ مومن ہے اور اگر موقع ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا۔ اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے اور اگر مطالبہ نہ کیا گیا۔ تو احکامِ دنیا میں کافر سمجھا جائے گا۔ نہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے، مگر عنداللہ مومن ہے۔ اگر کوئی امرِ خلافِ اسلام ظاہر نہ کیا ہو۔ **عقیدہ**: مسلمان ہونے کے لیئے یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے، جو ضروریاتِ دین سے ہے۔ اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو۔ اگرچہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے۔ دِل میں انکار نہیں کہ بلا اکراہ شرعی مسلمان کلمۂ کفر صادر نہیں کرسکتا وہی شخص ایسی بات منہ پر لائے گا جس کے دِل میں اتنی ہی وقعت ہے کہ جب چاہا انکار کردیا اور ایمان تو ایسی تصدیق ہے جس کے خلاف کی اصلاً گنجائش نہیں **مسئلہ**: اگر معاذاللہ کلمۂ کفر جاری کرنے پر کوئی شخص مجبور کیا گیا یعنی اُسے مار ڈالنے یا اس کا عضو کاٹ ڈالنے کی صحیح دھمکی دی گئی کہ یہ دھمکانے والے کو اس بات کے کرنے پر قادر سمجھے تو ایسی حالت میں اس کو رُخصت دی گئی ہے مگر شرط یہ ہے دل میں وہی اطمینانِ ایمانی ہو جو پیشتر تھا مگر افضل جب بھی یہی ہے کہ قتل ہو جائے اور کلمۂ کفر نہ کہے۔ **مسئلہ**: ظاہری اعضاء کے اعمال ایمان میں داخل نہیں البتہ بعض اعمال جو قطعاً منافی ایمان ہوں اُن کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا جیسے بُت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا اور قتلِ نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبۂ معظمہ کی توہین اور کسی سنت کو ہلکا بتانا یہ باتیں یقیناً کفر ہیں یونہی بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زنّار باندھنا سر پر چوٹیاں رکھنا قشقہ لگانا ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو ازسرِ نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت

سے دوبارہ نکاح کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ **عقیدہ**: جس چیز کی حلّت نصِ قطعی سے ثابت ہو اُس کو حرام کہنا اور جس کی حرمت یقینی ہو اُسے حلال بتانا کفر ہے جب کہ یہ حکم ضروریاتِ دین سے ہو یا منکر اس حکمِ قطعی سے آگاہ ہو۔ **مسئلہ**: اصولِ عقائد میں تقلید جائز نہیں بلکہ جو بات ہو یقینی قطعی کے ساتھ ہو خواہ وہ یقین کسی طرح بھی حاصل ہو اس کے اصول میں بالخصوص علم استدلالی کی حاجت نہیں ہاں بعض فروعِ عقائد میں تقلید ہوسکتی ہے اسی بنا پر خود اہلِ سنّت میں دو گروہ ہیں ماتریدیہ کہ امام الہدیٰ حضرت ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متبع ہوئے اور اشاعرہ کہ حضرت امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تابع ہیں دونوں جماعتیں اہلِ سنت ہی ہیں اور دونوں حق پر ہیں آپس میں صرف بعض فروع کا اختلاف ہے ان کا اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے کہ دونوں اہلِ حق ہیں کوئی کسی کی تذلیل و تفسیق نہیں کرسکتا۔ **مسئلہ**: ایمان قابلِ زیادتی و نقصان نہیں اس لئے کہ کمی بیشی اس میں ہوتی ہے جو مقدار لمبائی چوڑائی موٹائی یا گنتی رکھتا ہو اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق کیف یعنی ایک حالتِ اذعانیہ بعض آیات میں ایمان کا زیادہ ہونا جو فرمایا ہے اس سے مراد مُومن بہ و معتقد بہ ہے یعنی جس پر ایمان لایا گیا اور جس کی تصدیق کی گئی کہ زمانۂ نزولِ قرآن میں اس کی کوئی حد معین نہ تھی بلکہ احکام نازل ہوتے رہتے اور جو حکم نازل ہوتا اس پر ایمان لازم ہوتا نہ کہ خود نفسِ ایمان بڑھ گھٹ جاتا ہو البتہ ایمان قابلِ شدّت و ضعف ہے کہ یہ کیف کے عوارض سے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تنہا ایمان اس اُمت کے تمام افراد کے مجموع ایمانوں پر غالب ہے۔ **عقیدہ**: ایمان و کفر میں واسطہ نہیں، یعنی آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر تیسری صورت کوئی نہیں کہ نہ مسلمان ہو نہ کافر[1] **مسئلہ**: نفاق کہ زبان سے دعویٔ اسلام کرنا اور دل میں اسلام سے انکار یہ بھی خالص کفر ہے بلکہ ایسے لوگوں کے لئے جہنّم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے زمانۂ اقدس میں کچھ لوگ اس صفت کے اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے۔ کہ ان کے کفرِ باطنی پر قرآن ناطق ہوا نیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور فرمادیا کہ یہ منافق ہے، اب اس زمانہ میں کسی خاص شخص کو

---

[1] ہاں یہ ممکن ہے کہ ہم بوجہ شبہ کے کسی کو نہ مسلمان کہیں نہ کافر جیسے یزید پلید و اسمٰعیل دہلوی

منافق نہیں کہا جاسکتا کہ ہمارے سامنے جو دعویٰ اسلام کرے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے جب تک اس سے وہ قول یا فعل جو منافیٔ ایمان ہے نہ صادر ہو۔ البتہ نفاق کی ایک شاخ اس زمانہ میں پائی جاتی ہے۔ کہ بہت سے بدمذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور دیکھا جاتا ہے تو دعوئے اسلام کے ساتھ ضروریاتِ دین کا انکار بھی ہے **عقیدہ**: شرک کے معنی غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت جاننا یعنی اُلوہیت میں دوسرے کو شریک کرنا۔ اور یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے۔ اس کے سوا کوئی بات اگرچہ کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقۃً شرک نہیں ولہذا شرع مطہر نے اہلِ کتاب کفار کے احکام مشرکین کے احکام سے جُدا فرمائے، کتابی کا ذبیحہ حلال، مشرک کا مُردار، کتابیہ سے نکاح ہو سکتا ہے مشرکہ سے نہیں ہوسکتا۔ امام شافعی کے نزدیک کتابی سے جزیہ لیا جائے گا مشرک سے نہ لیا جائے گا اور کبھی شرک بول کر مطلق کفر مُراد لیا جاتا ہے۔ یہ جو قرآنِ عظیم میں فرمایا کہ شرک نہ بخشا جائے گا وہ اس معنی پر ہے یعنی اصلاً کسی کفر کی مغفرت نہ ہوگی۔ باقی سب گناہ اللہ عزوجل کی مشیّت پر ہیں، جسے چاہے بخش دے۔ **عقیدہ**: مرتکب کبیرہ مسلمان ہے اور جنت میں جائے گا۔ خواہ اللہ عزوجل اپنے محض فضل سے اس کی مغفرت فرمادے یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شفاعت کے بعد یا اپنے کئے کی کچھ سزا پاکر اس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلے گا **مسئلہ**: جو کسی کافر کے لئے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مُردہ مُرتد کو مرحوم یا مغفور یا کسی مُردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی (جنتی) کہے وہ کافر ہے۔ **عقیدہ**: مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے، اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا۔ تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کُفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کُفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے خاتمہ پر روزِ قیامت اور ظاہر پر مدارِ حکم شرع ہے اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر مثلاً یہودی یا نصرانی یا بت پرست مرگیا تو یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کفر پر مرا مگر ہم کو اللہ ورسول کا حکم یہی ہے کہ اُسے کافر جانیں اس کی زندگی میں اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے لئے ہیں مثلاً میل جول، شادی بیاہ نماز جنازہ

کفن دفن جب اُس نے کفر کیا تو فرض ہے کہ ہم اسے کافر ہی جانیں اور خاتمہ کا حال علم الٰہی پر چھوڑیں جس طرح جو ظاہرہ مسلمان ہو اور اس سے کوئی قول وفعل خلافِ ایمان نہ ہو فرض ہے کہ ہم اُسے مسلمان ہی مانیں اگرچہ ہمیں اس کے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں اس زمانہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میاں جتنی دیر اُسے کافر کہو گے اُتنی دیر اللہ اللہ کرو یہ ثواب کی بات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ کرلو مقصود یہ ہے کہ اُسے کافر جانو اور پوچھا جائے تو قطعاً کافر کہو نہ یہ کہ اپنی صلح کلی سے اس کے کُفر پر پردہ ڈالو۔ **تنبیہ ضروری**: حدیث میں ہے سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ ثَلٰثًا وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً یہ اُمت تہتّر فرقے ہوجائے گی ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب جہنمی صحابہ نے عرض کی مَنْ ھُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وہ ناجی فرقہ کون ہے یارسول اللہ فرمایا مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں یعنی سنّت کے پیرو دوسری روایت میں ہے فرمایا ھُمُ الْجَمَاعَۃُ وہ جماعت ہے یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِ اعظم فرمایا اور فرمایا جو اس سے الگ ہوا اسی وجہ سے اس ناجی فرقہ کا نام اہلِ سنّت وجماعت ہوا ان گمراہ فرقوں میں بہت سے پیدا ہو کر ختم ہوگئے، بعض ہندوستان میں نہیں، ان فرقوں کے ذکر کی ہمیں کیا حاجت کہ نہ وہ ہیں نہ اُن کا فتنہ پھر اُن کے تذکرے سے کیا مطلب جو اس ہندوستان میں ہیں مختصراً اُن کے عقائد کا ذکر کیا جاتا ہے کہ ہمارے عوام بھائی اُن کے قریب میں نہ آئیں۔ کہ حدیث میں ارشاد فرمایا اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ اپنے کو ان سے دور رکھو اور انہیں اپنے سے دُور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (۱) **قادیانی**: کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں اس شخص نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بیباکی کے ساتھ گستاخیاں کیں خصوصاً حضرت عیسٰی روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسّلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ صدیقہ مریم کی شانِ جلیل میں تو وہ بیہودہ کلمات استعمال کئے جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل دہل جاتے ہیں مگر ضرورت زمانہ مجبور کر رہی ہے کہ لوگوں کے سامنے اُن میں کے چند بطور نمونہ ذکر کئے جائیں۔ خود مدعی نبوّت بننا کافر ہونے اور ابدالآباد جہنم میں رہنے کے لئے کافی تھا کہ

قرآن مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیّین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین نہ ماننا ہے مگر اُس نے اتنی ہی بات پر اکتفا نہ کیا بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسّلام کی تکذیب و توہین کا وبال بھی اپنے سر لیا اور یہ صدہا کفر کا مجموعہ ہے کہ ہر نبی کی تکذیب مستقلاً کفر ہے اگرچہ باقی انبیاء و دیگر ضروریات کا قائل ہو بلکہ کسی ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے چنانچہ آیۂ کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۣالْمُرْسَلِیْنَ وغیرہ اس کی شاہد ہیں اور اس نے تو صدہا کی تکذیب کی اور اپنے کو نبی سے بہتر بنایا ایسے شخص اور اس کے مُتّبعین کے کافر ہونے میں مسلمانوں کو ہرگز شک نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے کی تکفیر میں اس کے اقوال پر مطلع ہو کر جو شک کرے خود کافر اب اس کے اقوال سنیے۔ ازالۂ اوہام صفحہ ۵۳۳ "خدا تعالیٰ نے براہینِ احمدیہ میں اس عاجز کا نام اُمّتی بھی رکھا اور نبی بھی" انجام آتھم صفحہ ۵۲ "اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو" صفحہ ۵۵ میں ہے "تجھے خوشخبری ہو اے احمد تو میری مُراد ہے اور میرے ساتھ ہے"۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شانِ اقدس میں جو آیتیں تھیں انھیں اپنے اوپر جما لیا۔ انجام صفحہ ۷۸ میں کہتا ہے " وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے روانہ کیا" نیز آیہ کریمہ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ سے اپنی ذات مُراد لیتا ہے دافع البلاء صفحہ ۶ میں ہے "مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ اَوْلَادِیْ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ" یعنی اے غلام احمد تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔ ازالۂ اوہام صفحہ ۶۸۸ میں ہے "حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اِلہام و وحی غلط نکلی تھیں" صفحہ ۸ میں ہے حضرت موسٰی کی پیش گوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسٰی نے اپنے دِل میں اُمید باندھی تھی غایت فی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں"۔ ازالۂ اوہام صفحہ ۷۵۰ میں ہے" سورہ بقر میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں نعش پر مارنے سے وہ مقتول زندہ ہو گیا تھا اور اپنے قاتل کا پتہ دے دیا تھا یہ محض موسٰی علیہ السّلام کی دھمکی تھی۔ اور علم مسمریزم تھا" اسی کے صفحہ ۵۵۳ میں لکھتا ہے" حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا چاند پرندے کے معجزے کا ذکر جو قرآنِ شریف میں ہے وہ بھی ان کا مسمریزم کا عمل تھا"۔ صفحہ ۶۲۹ میں ہے" ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کے فتح کے بارے

میں پیشن گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست ہوئی بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا"۔ اسی کے صفحہ ۲۶ و ۲۸ میں لکھتا ہے" قرآنِ شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآنِ عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے" اور اپنی براہین احمدیہ کی نسبت ازالۂ اوہام صفحہ ۵۳۳ میں لکھتا ہے" براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے" اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۳ پر لکھا" کامل مہدی نہ موسٰی تھا نہ عیسٰی" ان اولو العزم مرسلین کا ہادی ہونا درکنار پورے راہ یافتہ بھی نہ مانا اب خاص حضرت عیسٰی علیہ الصلاۃ والسّلام کی شان میں جو گستاخیاں کیں اُن میں سے چند یہ ہیں معیار صفحہ ۱۳ "اے عیسائی مشنریو! اب رَبُّنَا الْمَسِیْحُ مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے" صفحہ ۱۳ و ۱۴ میں ہے" خدا نے اس اُمّت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا تاکہ یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے وہ احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے" کشتی صفحہ ۱۳ میں ہے" مثیل موسٰی موسٰی سے بڑھ کر مثیل ابن مریم ابنِ مریم سے بڑھ کر" نیز صفحہ ۱۶ میں ہے"۔ خدا نے مجھے خبر دی کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے" دافع البلا صفحہ ۲۰"۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام ؎

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑ دو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رُو سے خدا کی تائید مسیح ابنِ مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں" دافع البلاء صفحہ ۱۵ "خدا تو بہ پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو دوبارہ کسی طرح دنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے"۔ انجام آتھم صفحہ ۴۱ میں لکھتا ہے"۔ مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا"۔ کشتی نوح صفحہ ۵۶ میں ہے" مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابنِ مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کلام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا"۔ اعجاز احمدی صفحہ ۱۳ "یہود تو حضرت عیسٰی

کے معاملہ میں اور ان کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہیں کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا اور کوئی دلیل ان کی نبوّت پر قائم نہیں ہوسکتی بلکہ ابطالِ نبوّت پر کئی دلائل قائم ہیں" اس کلام میں یہودیوں کے اعتراض صحیح ہونا بتایا اور قرآنِ عظیم پر بھی ساتھ ہی یہ اعتراض جما دیا کہ قرآن ایسی بات کی تعلیم دے رہا ہے جس کے بطلان پر دلیلیں قائم ہیں صفحہ ۱۴ میں ہے" عیسائی تو ان کی خدا کو روتے ہیں مگر یہاں نبوّت بھی ان کی ثابت نہیں" اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر لکھا" کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے مسلمانو! تمہیں معلوم ہے کہ شیطانی الہام کس کو ہوتا ہے قرآن فرماتا ہے تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیۡمٍ بڑے بہتان والے سخت گناہ گار پر شیطان اترتے ہیں اسی صفحہ میں لکھا" ان کی اکثر پیش گوئیاں غلطی سے پُر ہیں"۔ صفحہ ۱۳ میں ہے" افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے"۔ صفحہ ۱۴" ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں"۔ اس سے ان کی نبوّت کا انکار ہے چنانچہ اپنی کتاب کشتی نوح صفحہ ۵ میں لکھتا ہے "ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں" دافع الوساوس صفحہ ۳ وضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۷ پر اس کو سب رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی اور ذلّت کہا ہے۔ دافع البلا ٹائیٹل پیج صفحہ ۳ پر لکھتا ہے" ہم مسیح کو بیشک ایک راست باز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا واللہ تعالیٰ اعلم مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر خاکسار غلام احمد قادیان" آگے چل کر راست بازی کا بھی فیصلہ کر دیا کہتا ہے"۔ یہ ہمارا بیان نیک ظنی کے طور پر ہے ورنہ ممکن ہے کہ عیسیٰ کے وقت میں بعض راست باز اپنی راست بازی میں عیسیٰ سے بھی اعلیٰ ہوں" اسی کے صفحہ ۴ میں لکھا" مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر نہیں ثابت ہوتی بلکہ یحییٰ کو اس پر فضیلت ہے کیونکہ وہ (یحییٰ) شراب نہ پیتا تھا اور کبھی نہ سُنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُس کے بدن کو چھوا یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا نہ رکھا کیونکہ ایسے قصّے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے"۔ ضمیمہ انجام آتھم

صفحہ ۷ میں لکھا" آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے یہ سمجھ لیں کہ انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے"۔ نیز اس رسالہ میں اس مقدس و برگزیدہ رسول پر اور نہایت سخت حملے کیئے مثلاً شریر۔ مکّار۔ بدعقل فحش گو۔ بدزبان جھوٹا۔ چور خلل دماغ والا۔ بدقسمت۔ نرا فریبی۔ پیرو شیطان۔ حد یہ کہ صفحہ ۷ پر لکھا" آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا"۔ ہر شخص جانتا ہے کہ دادی باپ کی ماں کو کہتے ہیں تو اُس نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے لیئے باپ کا ہونا بیان کیا جو قرآن کے خلاف ہے اور دوسری جگہ یعنی کشتی نوح صفحہ ۱۶ میں تصریح کر دی" یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور بہنیں تھیں یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے" حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسّلام کے معجزات سے ایک دم صاف انکار کر بیٹھا۔ انجام آتھم صفحہ ۶ میں لکھتا ہے حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا" صفحہ ۷ پر لکھا" اس زمانہ میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے آپ سے کوئی کوئی معجزہ ہوا بھی تو وہ آپ کا نہیں اس تالاب کا ہے آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے کچھ نہ تھا۔ ازالۂ اوہام کے صفحہ ۴ میں ہے" ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء یا غلط فہمی سے گھڑے ہیں تو کوئی عجوبہ نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق پر شبہات ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق نہیں دُور کرتا" کہیں ان کے معجزہ کو کل کا کھلونا بنایا ہے کہیں مسمریزم بتا کر کہتا ہے" اگر یہ عاجز (مرزا) اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا"۔ اور مسمریزم کا خاصہ یہ بتایا کہ" جو اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے وہ رُوحانی، تاثیروں میں جو روحانی بیماریوں کو دُور کرتی ہے بہت ضعیف اور نکمّا ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں اُن کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب

قریب ناکام رہے"۔ غرض اس دجّال قادیانی کے مرتدِ خرافات کہاں تک گنائے جائیں اس کے لئے دفتر چاہیئے مسلمان ان چند خرافات سے اس کے حالات بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس نبی اولوالعزم کے فضائل جو قرآن میں مذکور ہیں ان پر یہ کیسے گندے حملے کر رہا ہے تعجب ہے ان سادہ لوحوں پر کہ ایسے دجّال کے متّبع ہو رہے ہیں یا کم از کم مسلمان جانتے ہیں اور سب سے زیادہ تعجب ان پڑھے لکھے کٹ بگڑوں سے کہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ جہنم کے گڑھوں میں گر رہے ہیں کیا ایسے شخص کے کافر، مرتد، بے دین ہونے میں کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے حاشَ لِلّٰہ مَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ فَقَدْ کَفَرَ جو ان خباثتوں سے مطلع ہو کر اُس کے عذاب و کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

(۲) رافضی: ان کے مذہب کی کچھ تفصیل اگر کوئی دیکھنا چاہے تو تحفہ اثنا عشریہ دیکھے چند مختصر باتیں یہاں گزارش کرتا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں یہ فرقہ نہایت گستاخ ہے یہاں تک کہ ان پر سب وشتم ان کا عام شیوہ بلکہ باستثنائے چند سب کو معاذ اللہ کافر و منافق قرار دیتا ہے حضرت خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافتِ راشدہ کو خلافتِ غاصبہ کہتا ہے اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ان حضرات کی خلافتیں تسلیم کیں اور ان کے مدائح و فضائل بیان کئے اس کو تقیہ و بزدلی پر محمول کرتا ہے کیا معاذ اللہ منافقین و کافرین کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور عمر بھر ان کی مدح وستائش سے رطب اللسان رہنا شیرِ خدا کی شان ہو سکتی ہے سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن مجید ان کو ایسے جلیل و مقدّس خطابات سے یاد فرماتا ہے وہ تو وہ ان کی اتباع کرنے والوں کی نسبت فرماتا ہے کہ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے کیا کافروں منافقوں سے اللہ عزّوجل کے ایسے ارشادات ہو سکتے ہیں پھر نہایت شرم کی بات ہے کہ مولیٰ علی کرّم اللہ وجہہ الکریم تو اپنی صاحبزادی فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں اور یہ فرقہ کہے تقیۃً ایسا کیا۔ کیا جان بوجھ کر کوئی مسلمان اپنی بیٹی کافر کو دے سکتا ہے نہ کہ مقدّس حضرات جنھوں نے اسلام کے لئے اپنی جانیں وقف کر دیں اور حق گوئی اور اتباعِ حق میں لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ کے سچے مصداق تھے پھر خود حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی دو شاہزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں

اور صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صاحبزادیاں شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں کیا حضور کے ایسے تعلقات ہوں اُن کی نسبت وہ ملعون الفاظ کوئی ادنیٰ عقل والا ایک لمحہ کے لئے جائز رکھ سکتا ہے، ہرگز نہیں ہرگز نہیں اس فرقہ کا ایک عقیدہ کہ اللہ عزّوجل پر واجب ہے کہ جو کام بندے کے حق میں مفید ہو وہی کرے اسے کرنا پڑے گا۔ ایک عقیدہ یہ ہے کہ ائمۂ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیا علیہم السّلام سے افضل ہیں اور یہ بالاجماع کفر ہے کہ غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا ہے ایک عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید محفوظ نہیں بلکہ اس میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں یا الفاظ امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے نکال دیئے مگر تعجب ہے کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بھی اُسے ناقص ہی چھوڑا۔ اور یہ عقیدہ بھی بالاجماع کفر ہے کہ قرآن مجید کا انکار ہے ایک عقیدہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کوئی حکم دیتا ہے پھر یہ معلوم کرکے کہ مصلحت اس کے غیر میں ہے پچھتاتا ہے اور یہ بھی یقینی کفر ہے کہ خدا کو جاہل بتاتا ہے۔ ایک عقیدہ یہ ہے کہ نیکیوں کا خالق اللہ ہے اور برائیوں کے خالق یہ خود ہیں مجوس نے دو ہی خالق مانے تھے۔ یزدان خالقِ خیر، اہرمن خالقِ شر۔ ان کے خالقوں کی گنتی ہی نہ رہی اربوں سنکھوں خالق ہیں۔

(۳) وہابی: یہ ایک نیا فرقہ ہے جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا اس مذہب کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا جس نے تمام عرب خصوصاً حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلائے علماء کو قتل کیا صحابہ کرام و ائمہ علماء و شہداء کی قبریں کھود ڈالیں روضہ انور کا نام معاذ اللہ صنمِ اکبر رکھا تھا یعنی بڑا بت اور طرح طرح کے ظلم کئے جیسا کہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ نجد سے فتنے اُٹھیں گے اور شیطان کا گروہ نکلے گا وہ گروہ بارہ سو برس بعد یہ ظاہر ہوا علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسے خارجی بتایا محمد بن عبدالوہاب نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "کتاب التوحید" رکھا۔ اس کا ترجمہ ہندوستان میں اسماعیل دہلوی نے کیا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی[1] ان وہابیہ کا ایک بہت بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو ان کے مذہب پر نہ ہو وہ کافر مشرک

[1] تفصیل کے لئے "سیف الجبار" از سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ۔ مطبوعہ مکتبہ رضویہ

ہے یہی وجہ ہے کہ بات بات پر محض بلا وجہ مسلمانوں پر حکم شرک و کفر لگایا کرتے اور تمام دنیا کو مشرک بتاتے ہیں چنانچہ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۵ میں وہ حدیث لکھ کر آخر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی اس کے بعد صاف لکھ دیا سو پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی وہ ہوا چل گئی اور کوئی مسلمان روئے زمین پر نہ رہا مگر یہ نہ سمجھا کہ اس صورت میں خود بھی تو کافر ہوگیا اس مذہب کا رکن اعظم اللہ تعالیٰ کی توہین اور محبوبانِ خدا کی تذلیل ہے۔ ہر امر میں وہی پہلو اختیار کریں گے جس سے منفعت نکلتی ہو۔ اس مذہب کے سرگروہوں کے بعض اقوال نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے عوام بھائی ان کی قلبی خباثتوں پر مطلع ہوں اور ان کے دامِ تزویر سے بچیں اور ان کے جبّہ و دستار پر نہ جائیں۔

برادرانِ اسلام بغور سنیں اور میزانِ ایمان میں تولیں کہ ایمان سے زیادہ عزیز مسلمانوں کے نزدیک کوئی چیز نہیں اور ایمان اللہ و رسول کی محبّت و تعظیم ہی کا نام ہے۔ ایمان کے ساتھ جس میں جتنے فضائل پائے جائیں وہ اسی قدر زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اور ایمان نہیں تو مسلمانوں کے نزدیک وہ کچھ وقعت نہیں رکھتا اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم و زاہد و تارک الدنیا وغیرہ بنتا ہو مقصود یہ ہے کہ ان کے مولوی اور عالم فاضل ہونے کی وجہ سے انھیں تم اپنا پیشوا نہ سمجھو جبکہ وہ اللہ و رسول کے دشمن ہیں کیا یہود و انصاریٰ بلکہ ہنود میں بھی ان کے مذہب کے عالم یا تارک الدنیا نہیں ہوتے کیا تم ان کو اپنا پیشوا تسلیم کرسکتے ہو ہرگز نہیں اسی طرح یہ لامذہب و بدمذہب تمہارے کسی طرح مقتدا نہیں ہوسکتے ایضاح الحق صفحہ ۳۵ و ۳۶ مطبع فاروقی میں ہے تنزیہ او تعالیٰ کو زمان و مکان وجہت و اثبات رؤیت بلا جہت و محاذات ہمہ از قبیل بدعات حقیقہ است اگر صاحبِ آں اعتقاداتِ مذکورہ را از جنسِ عقائد و نیہیہ مے شمارد اس میں صاف تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان وجہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلا کیف ماننا بدعت و گمراہی ہے حالانکہ یہ تمام اہلِ سنّت کا عقیدہ ہے تو اس قائل نے تمام پیشوایانِ اہلِ سنّت کو گمراہ و بدعتی بتایا بحر الرائق، درمختار اور عالمگیری میں ہے کہ اللہ کے لئے جو مکان ثابت کرے کافر ہے تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰ میں یہ حدیث اَرَاَیْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ اَکُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ نقل کرکے ترجمہ کیا کہ بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو

اس کے بعد (ف) لکھ کر یہ فائدہ جڑ دیا یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں حالانکہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السّلام کے اجسام کھانا زمین پر حرام کردیا ہے۔ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں اسی تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹ میں ہے ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اُس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیئے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر۔ انبیائے کرام و اولیائے عظام کی شان میں ایسے ملعون الفاظ استعمال کرنا کیا مسلمان کی شان ہوسکتی ہے صراطِ مستقیم صفحہ ۹۵ بمقتضائے ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ از وسوسہ زنا خیال مجامعتِ زوجۂ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود ست مسلمانو! یہ ہیں امام الوہابیہ کے کلماتِ خبیثہ اور کس کی شان میں حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شان میں جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے وہ ضرور یہ کہے گا کہ اس قول میں گستاخی ضرور ہے تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰ روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کردینا اقبال و ادبار کردینا حاجتیں بر لانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دست گیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے قرآنِ مجید میں ہے اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ان کو اللہ و رسول نے غنی کردیا اپنے فضل سے۔ قرآن تو کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے دولت مند کردیا اور یہ کہتا ہے جو کسی کو ایسا

ـہ بمقتضائے ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمّت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔" (صراطِ مستقیم اُردو، ص ۲۰۱)

تصرف ثابت کرے مشرک ہے تو اس کے طور پر قرآنِ مجید شرک کی تعلیم دیتا ہے قرآنِ عظیم میں
اِرشاد ہے وَ تُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ اے عیسٰی تو میرے حکم سے مادرزاد اندھے
اور سفید داغ والے کو اچھا کر دیتا ہے۔ اور دوسری جگہ ہے اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ
وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ حضرت عیسٰی علیہ الصلاۃ والسّلام فرماتے ہیں میں اچھا کرتا
ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور مُردوں کو جِلا دیتا ہوں اللہ کے حکم سے
اب قرآن کا تو یہ حکم ہے اور وہابیہ یہ کہتے ہیں کہ تندرست کرنا اللہ ہی کی شان ہے جو کسی کو ایسا
تصرّف ثابت کرے مشرک ہے اب وہابی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرّف حضرت عیسٰی علیہ
الصلاۃ والسّلام کے لئے ثابت کیا تو اس پر کیا حکم لگاتے ہیں اور لُطف یہ ہے کہ اللہ عزوجل
نے اگر ان کو قدرت بخشی ہے جب بھی شرک ہے تو معلوم نہیں کہ ان کے یہاں اسلام کس چیز کا
نام ہے تقویۃُ الایمان صفحہ ۱۱ گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا۔ درخت نہ کاٹنا
یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گرد و پیش
کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق
ہیں یا یوں کہ ان کی اس تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح شرک ہے۔ متعدد صحیح حدیثوں میں
ارشاد فرمایا کہ ابراہیم نے مکّہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینے کو حرم کیا اس کے ببول کے درخت نہ
کاٹے جائیں اور اس کا شکار نہ کیا جائے مسلمانو! ایمان سے دیکھنا کہ اس شرک فروش کا شرک
کہاں تک پہنچتا ہے تم نے دیکھا اس گستاخ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر کیا حکم جڑا۔ تقویۃ الایمان
صفحہ ۸۔ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ کا مخلوق اور
اس کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور
منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو
جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اُس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل کے برابر مشرک ہے
یعنی جو نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شفاعت مانے کہ حضور عزوجل کے دربار میں ہماری سفارش
فرمائیں گے تو معاذ اللہ اس کے نزدیک وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے مسئلہ شفاعت کا صرف
انکار ہی نہیں بلکہ اس کو مشرک و ابوجہل بنا دیا۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۵۸۔ کوئی شخص کہے فلانے

درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ
رسول جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ سبحان اللہ خدائی اسی کا
نام رہ گیا کہ کسی پیڑ کے پتوں کی تعداد جان لی جائے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۷۔ اللہ صاحب نے
کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اس میں انبیائے کرام کے معجزات اور اولیاء
عظام کی کرامت کا صاف انکار ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا قسم فرشتوں
کی جو کاموں کی تدبیر کرتے ہیں تو یہ قرآنِ کریم کو صاف رد کر رہا ہے صفحہ ۲۲۔ جس کا نام محمد
یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں تعجب ہے کہ وہابی صاحب تو اپنے گھر کی تمام چیزوں کا
اختیار رکھیں اور مالک ہر دوسرا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی کسی چیز کے مختار نہیں اس گروہ
کا ایک مشہور عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ ان کے ایک سرغنہ نے تو
اپنے ایک فتویٰ میں لکھ دیا کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ
بول چکا ایسے کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیئے۔ سبحان اللہ! خدا کو جھوٹا مانا پھر بھی اسلام
و سنیت و صلاح کسی بات میں فرق نہ آیا معلوم نہیں ان لوگوں نے کس چیز کو خدا ٹھہرالیا ہے
ایک عقیدہ ان کا یہ ہے کہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیا نہیں مانتے
اور یہ تصریح کفر ہے چنانچہ تحذیر الناس صفحہ ۲ میں ہے۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا
خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں
مگر اہلِ فہم پر روشن ہو گا کہ تقدّم یا تاخر میں بالذّات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ مدح میں وَلٰکِنْ
رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف
کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہیئے اور اس کو مقامِ مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار
تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے پہلے تو اس قائل نے خاتم النبیین کے معنی تمام انبیاء سے زمانًا متاخر
ہونے کو خیالِ عوام کہا اور یہ کہا کہ اہلِ فہم پر روشن ہے کہ اس میں بالذّات کچھ فضیلت[1] نہیں
حالانکہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے خاتم النبیین کے یہی معنی بکثرت احادیث میں ارشاد

[1] پہلے تو بالذّات کا پردہ رکھا تھا پھر کھیل کھیلا کہ اسے مقامِ مدح میں ذکر کرنا کسی طرح صحیح نہیں تو ثابت
ہوا کہ وہ اصلاً کوئی فضیلت نہیں ۱۲ منہ غفرلہٗ

فرمائے تو معاذ اللہ اس قائل نے حضور کو عوام میں داخل کیا اور اہلِ فہم سے خارج کیا پھر اس نے ختم زمانی کو مطلقاً فضیلت سے خارج کیا حالانکہ اسی تأخر زمانی کو حضور نے مقام مدح میں ذکر فرمایا پھر صفحہ ۴ پر لکھا آپ موصوف بوصفِ نبوّت بالذّات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصفِ نبوت بالعرض۔ صفحہ ۱۶ پر۔ بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ صفحہ ۳۳۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمانہ میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ لطف یہ کہ اس قائل نے ان تمام خرافات کا ایجاد بندہ ہونا خود تسلیم کر لیا صفحہ ۳۴ پر ہے اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا اور اگر کسی طفلِ نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا ؎

گاہ باشد کہ کودکِ نادان

بغلط بر ہدف زند تیرے

ہاں بعد وضوح حق اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اگلے کہہ گئے تھے میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانونِ محبت نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے یہ بات بہت بعید ہے ویسے بھی اپنی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دینی ہے نہیں سے ظاہر ہو گیا جو معنی اس نے تراشے ہیں سلف میں کہیں اس کا پتہ نہیں اور نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے زمانہ سے آج تک جو سب سمجھے ہوئے تھے اُس کو خیالِ عوام بتا کر رد کر دیا کہ ہیں کچھ فضیلت نہیں اس قائل پر علمائے حرمین طیبین نے جو فتویٰ دیا وہ حسام الحرمین کے مطالعہ سے ظاہر اور اس نے خود بھی اسی کتاب کے صفحہ ۴۶ میں اپنا اسلام برائے نام تسلیم کیا ؏

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ان نام کے مسلمانوں سے اللہ بچائے اسی کتاب کے صفحہ ۵ پر ہے انبیاء اپنی امّت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں اور سینئے ان قائل صاحب نے حضور کی نبوّت کو قدیم اور دیگر انبیاء کی

نبوت کو حادث بتایا صفحہ ۷ میں ہے کیونکہ فرق قدمِ نبوّت اور حدوثِ نبوّت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے" کیا ذات و صفات کے سوا مسلمانوں کے نزدیک کوئی اور چیز بھی قدیم ہے۔ نبوّت صفت اور صفت کا وجود بے موصوف محال۔ جب حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بھی حادث نہ ہُوئے بلکہ ازلی ٹھہرے اور جو اللہ و صفاتِ الٰہیہ کے سوا کسی کو قدیم مانے باجماع مسلمین کافر ہے۔

اس گروہ کا یہ عام شیوہ کہ جس امر میں محبوبانِ خدا کی فضیلت ظاہر ہو طرح طرح کی جھوٹی تاویلات سے اُسے باطل کرنا چاہئیں گے اور وہ امر ثابت کریں گے جس میں تنقیص ہو مثلاً براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ میں لکھ دیا کہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں اور اس کو شیخ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف غلط طور پر منسوب کر دیا بلکہ اُسی صفحہ پر وسعت علم نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بابت یہاں تک لکھ دیا کہ الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علمِ محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے شرک نہیں تو کونسا حصہ ایمان کا ہے جس وسعتِ علم کو شیطان کے لیے ثابت کرتا اور اس پر نص ہونا بیان کرتا ہے اُسی کو نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لئے شرک بتایا ہے تو شیطان کو خدا کا شریک مانا اور اُسے آیت و حدیث سے ثابت جانا۔ بے شک شیطان کے بندے شیطان کو مستقل خدا نہیں تو خدا کا شریک کہنے سے بھی گئے گزرے ہر مسلمان اپنے ایمان کی آنکھوں سے دیکھے کہ اس قائل نے ابلیس لعین کے علم کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے زائد بتایا یا نہیں ضرور زائد بتایا اور شیطان کو خدا کا شریک مانا یا نہیں ضرور مانا اور پھر اس شرک کو نص سے ثابت کیا یہ تینوں امر صریح کفر اور قائل یقینی کافر ہے کون مسلمان اس کے کافر ہونے میں شک کرے گا حفظ الایمان صفحہ ۷ میں حضور کے علم کی نسبت یہ تقریر کی آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مُراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے

ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیئے بھی حاصل ہے۔ مسلمانو! غور کرو کہ اس شخص نے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شان میں کیسی گستاخی کی کہ حضور جیسا علم زید و عمر و ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کے لیئے حاصل ہونا کہا۔ کیا ایمانی قلب ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک کر سکتے ہیں ہرگز نہیں اس قوم کا یہ عام طریقہ ہے جس چیز کو اللہ و رسول نے منع نہیں کیا بلکہ قرآن و حدیث سے اس کا جواز ثابت اس کو ممنوع کہنا تو درکنار اس پر شرک و بدعت کا حکم لگا دیتے ہیں مثلاً مجلسِ میلاد شریف اور قیام و ایصالِ ثواب و زیارتِ قبور و حاضریِ بارگاہِ بے کس پناہ سرکارِ مدینہ طیبہ و عُرس بزرگانِ دین و فاتحہ سوم و چہلم و استمداد و بارواحِ انبیاء و اولیاء اور مصیبت کے وقت انبیاء و اولیاء کو پکارنا وغیرہا بلکہ میلاد شریف کی نسبت تو براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸ میں یہ ناپاک لفظ لکھے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیّا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقلِ شہادت اہلِ بیت ہر سال مناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود حرکتِ قبیحہ قابلِ لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہئیں یہ خرافاتِ فرضی مناتے ہیں۔

(۴) **غیر مقلدین**: یہ بھی وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے وہ چند باتیں جو اس زمانہ میں وہابیہ نے اللہ عزوجل اور نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بکی ہیں غیر مقلدین سے ثابت نہیں باقی تمام عقائد میں دونوں شریک ہیں اور ان حال کے اشد دیو بندی کفروں میں بھی وہ یوں شریک ہیں کہ ان پر قائلوں کو کافر نہیں جانتے اور ان کی نسبت حکم ہے کہ جو ان کے کُفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ایک نمبر ان کا زائد یہ ہے کہ چاروں مذہبوں سے جُدا تمام مسلمانوں سے الگ انھوں نے ایک راہ نکالی کہ تقلید کو حرام و بدعت کہتے اور آئمہ دین کو سبّ و شتم سے یاد کرتے ہیں مگر حقیقۃً تقلید سے خالی نہیں آئمہ دین کی تقلید تو نہیں کرتے مگر شیطان لعین کے ضرور مقلّد ہیں یہ لوگ قیاس کے منکر ہیں اور قیاس کا مطلقاً انکار کفر۔ تقلید کے منکر ہیں اور تقلید کا مطلقاً انکار کفر۔ **مسئلہ**: مطلق تقلید فرض ہے اور تقلیدِ شخصی واجب **ضروری تنبیہ**: وہابیوں کے یہاں بدعت کا بہت خرچ ہے جس چیز کو دیکھے بدعت ہے لہٰذا بدعت کِسے کہتے ہیں اسے بیان

کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے بدعت مذمومہ و قبیحہ وہ ہے جو کسی سنّت کے مخالف و مزاحم ہو اور یہ مکروہ یا حرام ہے اور مطلق بدعت تو مستحب بلکہ سنّت بلکہ واجب تک ہوتی ہے حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت فرماتے ہیں نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یہ اچھی بدعت ہے۔ حالانکہ تراویح سنتِ مؤکدہ ہے جس امر کی اصل شرع شریف سے ثابت ہو وہ ہرگز بدعتِ قبیحہ نہیں ہو سکتا ورنہ خود وہابیہ کے مدارس اور ان کے وعظ کے جلسے اس ہیأت خاصہ کے ساتھ ضرور بدعت ہوں گے پھر انھیں کیوں نہیں موقوف کرتے۔ مگر ان کے یہاں تو یہ ٹھہری ہے کہ محبوبانِ خدا کی عظمت کے جتنے امور ہیں سب بدعت اور جس میں ان کا مطلب ہو وہ حلال و سنت وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

امامت کا بیان

امامت دو قسم کی ہے صُغریٰ۔ کُبریٰ۔ امامت صغریٰ امامتِ نماز ہے اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ کتابُ الصلوٰۃ میں آئے گا۔ امامتِ کبریٰ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی نیابت مطلقہ کو حضور کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام اُمورِ دینی و دنیوی میں حسبِ شرع تصرفِ عام کا اختیار رکھے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو اس امام کے لیئے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی، علوی معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔ ان کا شرط کرنا روافض کا مذہب ہے جس سے ان کا یہ مقصد ہے کہ برحق امرائے مُومنین خلفائے ثلثہ، ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت سے جدا کریں حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کریم و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا مولیٰ علی علوی کیسے ہو سکتے ہیں رہی عصمت یہ انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے جس کو ہم پہلے بیان کر آئے امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔ **مسئلہ**: محض مستحقِ امامت ہونا امام ہونے کے لیئے کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اہلِ حل و عقد نے اسے امام مقرر کیا ہو یا امامِ سابق نے۔ **مسئلہ**: امام کی اطاعت مطلقاً ہر مسلمان پر فرض ہے جب کہ اس کا حکم شریعت کے

خلاف نہ ہو خلافِ شریعت میں کسی کی اطاعت نہیں۔ **مسئلہ**: امام ایسا شخص مقرر کیا جائے جو شجاع اور عالم ہو یا علمار کی مدد سے کام کرے۔ **مسئلہ**: عورت اور نابالغ کی امامت جائز نہیں اگر نابالغ کو امامِ سابق نے امام مقرر کر دیا ہو تو اس کے بلوغ تک کے لئے لوگ ایک والی مقرر کریں کہ وہ احکام جاری کرے اور یہ نابالغ صرف رسمی امام ہوگا اور حقیقۃً اس وقت وہ والی امام ہے۔ **عقیدہ**: نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے بعد خلیفۂ برحق و امامِ مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت مولیٰ علی پھر چھ[6] مہینے کے لئے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں کہ انھوں نے حضور کی سچّی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔ **عقیدہ**: بعد انبیار و مرسلین تمام مخلوقاتِ الٰہی انس و جن و ملک سے افضل صدیقِ اکبر ہیں پھر عمر فاروقِ اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو شخص مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے گمراہ بد مذہب ہے۔ **عقیدہ**: افضل کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت و منزلت والا ہو۔ اسی کو کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں نہ کہ کثرتِ اجر کہ بارہا مفضول کے لئے ہوتی ہے حدیث میں ہمراہیانِ سیدنا امامِ مہدی کی نسبت آیا کہ ان میں ایک کے لئے پچاس کا اجر ہے صحابہ نے عرض کی ان میں کے پچاس کا یا ہم میں کے فرمایا بلکہ تم میں کے تو اجر ان کا زائد ہوا مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے ہمسر بھی نہیں ہو سکتے زیادت درکنار۔ کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور سیدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی صحابیت اس کی نظیر بلاتشبیہ یوں سمجھیئے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا۔ اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیئے اور وزیر کو خالی پروانۂ خوشنودیٔ مزاج دیا تو انعام اُنھیں کو زیادہ ملا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیرِ اعظم کا اعزاز۔ **عقیدہ**: ان کی خلافت بہ ترتیب فضلیت ہے یعنی جو عند اللہ افضل و اعلیٰ و اکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا۔ **عقیدہ**: خلفائے اربعہ راشدین کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ و حضرات حسنین و اصحابِ بدر و اصحاب بیعۃ الرضوان کے لئے افضلیت ہے اور یہ سب قطعی جنتی ہیں۔ **عقیدہ**: تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہلِ خیر و صلاح ہیں اور عادل۔ ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ **عقیدہ**: کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت

بد مذہبی و گمراہی و استحقاقِ جہنّم ہے کہ حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ساتھ بغض ہے ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں خلفار کو مانے اور اپنے آپ کو سُنّی کہے مثلاً حضرت امیر معاویہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن عاص و حضرت مغیرہ بن شعبہ و حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے قبل اسلام حضرت سیدنا سید الشہداء حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور بعد اسلام اخبث الناس خبیث مسیلمہ کذّاب ملعون کو واصلِ جہنّم کیا وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خیر النّاس و شر النّاس کو قتل کیا ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی تبرا ہے اور اس کا قائل رافضی اگرچہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہو سکتی کہ ان کی توہین بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کُفر ہے۔ **عقیدہ**: کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔ **مسئلہ**: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے ان میں پڑنا حرام حرام سخت حرام ہے مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے جان نثار اور سچّے غلام ہیں۔ **عقیدہ**: تمام صحابہ کرام اعلیٰ و ادنیٰ (اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں) سب جنتی ہیں وہ جہنّم کی بھنک نہ سنیں گے۔ اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے محشر کی بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کرے گی فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ یہ سب مضمونِ قرآنِ عظیم کا ارشاد ہے۔ **عقیدہ** صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیار نہ تھے فرشتہ نہ تھے کہ معصوم ہوں ان میں بعض کے لئے لغزشیں ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے خلاف ہے۔ اللہ عزوجل نے سورۂ حدید میں جہاں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں۔ (۱) وہ مومن جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے (۲) وہ مومن جو فتح مکّہ کے بعد ایمان لائے، پہلی قسم کو دوسری قسم پر فضیلت دی اور فرمایا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا ساتھ ہی ارشاد فرمادیا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرو گے تو جب اس نے ان کے تمام اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ ان سب سے ہم جنّت بے عذاب اور کرامت و ثواب کا وعدہ فرماچکے تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے کیا طعن کرنے والا اللہ سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ **عقیدہ**: امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے ان کا

مجتہد ہونا حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیث صحیح بخاری میں بیان فرمایا ہے مجتہد سے صواب و خطا دونوں صادر ہوتے ہیں خطا دو قسم ہے خطائے اجتہادی یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اس میں اس پر عنداللہ اصلاً مؤاخذہ نہیں مگر احکامِ دنیا میں وہ دو۲ قسم ہے خطائے مقرر کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا یہ وہ خطائے اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا دوسری خطائے منکر یہ وہ خطا اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا کہ اس کی خطا باعثِ فتنہ ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے خلاف اسی قسم کی خطا کا تھا اور فیصلہ وہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مولیٰ علی کی ڈگری اور امیر معاویہ کی مغفرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ **مسئلہ:** یہ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہا جائے محض باطل و بے اصل ہے علمائے کرام نے صحابہ کے اسمائے طیبہ کے ساتھ مطلقاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا حکم دیا ہے یہ استثنا رنئی شریعت گھڑنا ہے۔ **عقیدہ:** منہاج نبوّت پر خلافت حقہ راشدہ تیس سال رہی کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی پھر امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوّل ملوک اسلام ہیں اسی کی طرف توراتِ مقدس میں اشارہ ہے کہ مَوْلِدُہٗ بِمَکَّۃَ وَمُھَاجَرُہٗ طَیْبَۃَ وَمُلْکُہٗ بِالشَّامِ وہ نبی آخر الزمان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سلطنت ہے۔ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فوج جرار جاں نثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت امیر معاویہ کے سپرد کردی اور ان کے ہاتھ بیعت فرمالی اور اس صلح کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی کہ امام حسن کی نسبت فرمایا اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو۲ بڑے

گروہِ اسلام میں صلح کرادے تو امیر معاویہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ حضرت عزوجل پر طعن کرتا ہے۔ **عقیدہ:** ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قطعی جنتی اور یقیناً آخرت میں بھی محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوبہ عروس ہیں جو انھیں ایذا دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دیتا ہے اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو عشرہ مبشرہ سے ہیں ان صاحبوں سے بھی بمقابلہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خطائے اجتہادی واقع ہوئی مگر ان سب نے بالآخر رجوع فرمایا۔ عرف شرع میں بغاوت مطلقاً بمقابلہ امام برحق کو کہتے ہیں عناداً ہو خواہ اجتہاداً ان حضرات پر بوجہ رجوع اس کا اطلاق نہیں ہوسکتا گروہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حسب اصطلاح شرع اطلاق فئہ باغیہ آیا ہے مگر اب کہ باغی بمعنی مفسد و معاند و سرکش ہوگیا اور دشنام سمجھا جاتا ہے اب کسی صحابی پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔ **عقیدہ:** امّ المؤمنین حضرت صدیقہ بنت الصدیق محبوبہ محبوب رب العالمین جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وسلم پر معاذ اللہ تہمتِ ملعونہ افک سے اپنی ناپاک زبان آلودہ کرنے والا قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے اور اس کے سوا اور طعن کرنے والا رافضی تبرائی بددین جہنمی۔ **عقیدہ:** حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ شہدائے کرام سے ہیں ان میں کسی کی شہادت کا منکر گمراہ بددین خاسر ہے۔ **عقیدہ:** یزید پلید فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا معاذ اللہ اس سے اور ریحانۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا نسبت آجکل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے مقابلہ میں کیا دخل ہے ہمارے وہ بھی شہزادے وہ بھی شہزادے ایسا بکنے والا مردود خارجی ناصبی مستحق جہنّم ہے۔ ہاں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہلِ سنت کے تین۳ قول ہیں اور ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک سکوت یعنی ہم اسے فاسق فاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں نہ مسلمان۔ **عقیدہ:** اہلِ بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقتدایان اہلِ سنت ہیں جو ان سے محبت نہ رکھے مردود ملعون خارجی ہے۔ **عقیدہ:** ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ و ام المؤمنین عائشہ صدیقہ و حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن قطعی جنتی ہیں اور انھیں اور بقیہ بنات مکرمات و ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو تمام

حابیات پر فضیلت ہے۔ عقیدہ: ان کی طہارت کی گواہی قرآنِ عظیم نے دی۔

ولایت کا بیان

ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولا عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و
لرم سے عطا فرماتا ہے۔ مسئلہ: ولایت اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے، اس طرح نہیں کہ آدمی مشکل
ام کر کے خود حاصل کر لے البتہ غالباً اعمالِ حسنہ اس عطیۂ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں
لو ابتداءً مل جاتی ہے۔ مسئلہ: ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو یا
س مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کر دیئے ہوں۔ عقیدہ: تمام
ولیائے اوّلین و آخرین سے اولیائے محمدیین یعنی اس اُمّت کے اولیا افضل ہیں اور تمام
حمدیین میں سب سے زیادہ معرفت و قربِ الٰہی میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور
ن میں ترتیب وہی ترتیبِ افضلیت ہے سب سے زیادہ معرفت و قرب صدیقِ اکبر کو ہے پھر
فاروقِ اعظم پھر ذوالنورین پھر مولیٰ مرتضیٰ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہاں مرتبۂ تکمیل پر حضورِ اقدس
صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جانبِ کمالاتِ نبوّت شیخین کو قائم فرمایا اور جانبِ کمالاتِ ولایت
حضرت مولیٰ مشکل کشا کو تو جملہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انھیں کے
محتاج تھے اور ہیں اور رہیں گے۔ عقیدہ: طریقت منافیِ شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی
حصّہ ہے بعض جاہل متصوف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور محض گمراہی ہے
اور اس زعمِ باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کُفر و الحاد۔ مسئلہ:
احکامِ شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو سبکدوش نہیں ہو سکتا بعض جہال جو یہ بک
دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے راستہ کی حاجت ان کو جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں ہم تو پہنچ
گئے سید الطائفہ حضرت جُنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں فرمایا صَدَقُوْا لَقَدْ
وَصَلُوْا وَلٰكِنْ اِلٰى اَيْنَ اِلَى النَّارِ وہ سچ کہتے ہیں بے شک پہنچے مگر کہاں، جہنّم کو۔
البتہ اگر مجذوبیت سے عقلِ تکلیفی زائل ہو گئی ہو جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اُٹھ جائے
گا مگر یہ بھی سمجھ لو جو اس قسم کا ہو گا اس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔

مسئلہ: اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحابِ خدمت
ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے سیاہ سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں یہ حضرات نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سچّے نائب ہیں ان کو اختیارات و تصرفات حضور کی نیابت میں ملتے
ہیں علومِ غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت کو ما کان و مایکون اور تمام لوحِ محفوظ پر
اطلاع دیتے ہیں مگر یہ سب حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے واسطہ و عطا سے بے وساطت
رسول کوئی غیرِ نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ عقیدہ: کرامت اولیا حق ہے اس کا منکر
گمراہ ہے۔ مسئلہ: مُردہ زندہ کرنا مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا مشرق سے مغرب
تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا غرض تمام خوارقِ عادات اولیا سے ممکن ہیں سوائے
اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے جیسے قرآنِ مجید کے
مثل کوئی سورت لے آنا یا دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلامِ حقیقی سے مشرف
ہونا اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لئے دعویٰ کرے کافر ہے۔ مسئلہ: ان سے استمداد و استعانت
محبوب ہے یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے وہ کسی بھی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ رہا
ان کو فاعلِ مستقل جاننا یہ وہابیہ کا فریب ہے مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا مسلمان کے فعل کو
خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے۔ مسئلہ: ان کے مزارات پر حاضری مسلمان
کے لئے سعادت و باعثِ برکت ہے۔ مسئلہ: اُن کو دُور و نزدیک سے پُکارنا سلفِ صالح
کا طریقہ ہے۔ مسئلہ: اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیاتِ ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کے علم و
ادراک و سمع و بصر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔ مسئلہ: انھیں ایصالِ ثواب نہایت
موجبِ برکات و امرِ مستحب ہے اسے عرفاً براہِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں یہ نذرِ شرعی نہیں جیسے
بادشاہ کو نذر دینا ان میں خصوصاً گیارھویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔ مسئلہ:
عرسِ اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و نعت خوانی و وعظ و ایصالِ ثواب اچھی
چیز ہے رہے منہیاتِ شرعیہ وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیّبہ کے پاس اور زیادہ
مذموم۔ تنبیہ: چونکہ عموماً مسلمانوں کو بحمدہٖ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیازمندی اور مشائخ کے
ساتھ انھیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے اُن کے سلسلہ میں ہونے کو اپنے لئے فلاحِ دارین

تصوّر کرتے ہیں اس وجہ سے زمانۂ حال کے وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری و مریدی بھی شروع کر دی حالانکہ اولیاء کے یہ منکر ہیں لہٰذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کر لیں ورنہ اگر بد مذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے ؂

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

پیری کے لئے چار شرطیں ہیں بیعت سے پہلے ان کا لحاظ فرض ہے اوّل سنّی صحیح العقیدہ ہو دوّم اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے سوّم فاسق معلن نہ ہو چہارم اس کا سلسلہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تک متصل ہو۔

فقیر امجد علی اعظمی عُفِیَ عنہٗ

طابع وناشر: محمد اسلم محمد احسن